

عاشقِ رسول ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

تیری عظمت کو سلام

خطباتِ میلاد شریف

از ترجمانِ اہلسنت

ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

غازیٔ ملت ترجمانِ اہلِ اسلام

ملک ممتاز حسین قادری

تیری عظمت کو سلام

خطبات

میلاد شریف

از ترجمان اہلسنت

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب ــــــــ خطبات میلاد شریف

ازقلم ــــــــ ابو الاحسان مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

کمپوزنگ ــــــــ ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی
0346-6049748

تعداد ــــــــ 800

صفحات ــــــــ 208

ہدیہ ــــــــ 170

ملنے کا پتہ

فہرست

انتساب

مجاہد ملت، غازیٔ اسلام

عاشق رسول

محمد ممتاز حسین قادری

/

کے جذبۂ ایمانی کے نام!

جنہوں نے امت مسلمہ میں عشق رسالت اور غیرت ایمانی کی نئی روح پھونک دی۔۔۔اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیا

بتلا دو! گستاخ نبی (ﷺ) کو غیرت مسلم زندہ ہے

دین پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اللہ تعالیٰ اس عاشق صادق کی حفاظت فرمائے، اور ان کے رہائی کے اسباب جلد از جلد مہیا فرمائے۔۔۔آمین۔

نیاز مند

/

ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی

قصیدہ نور

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

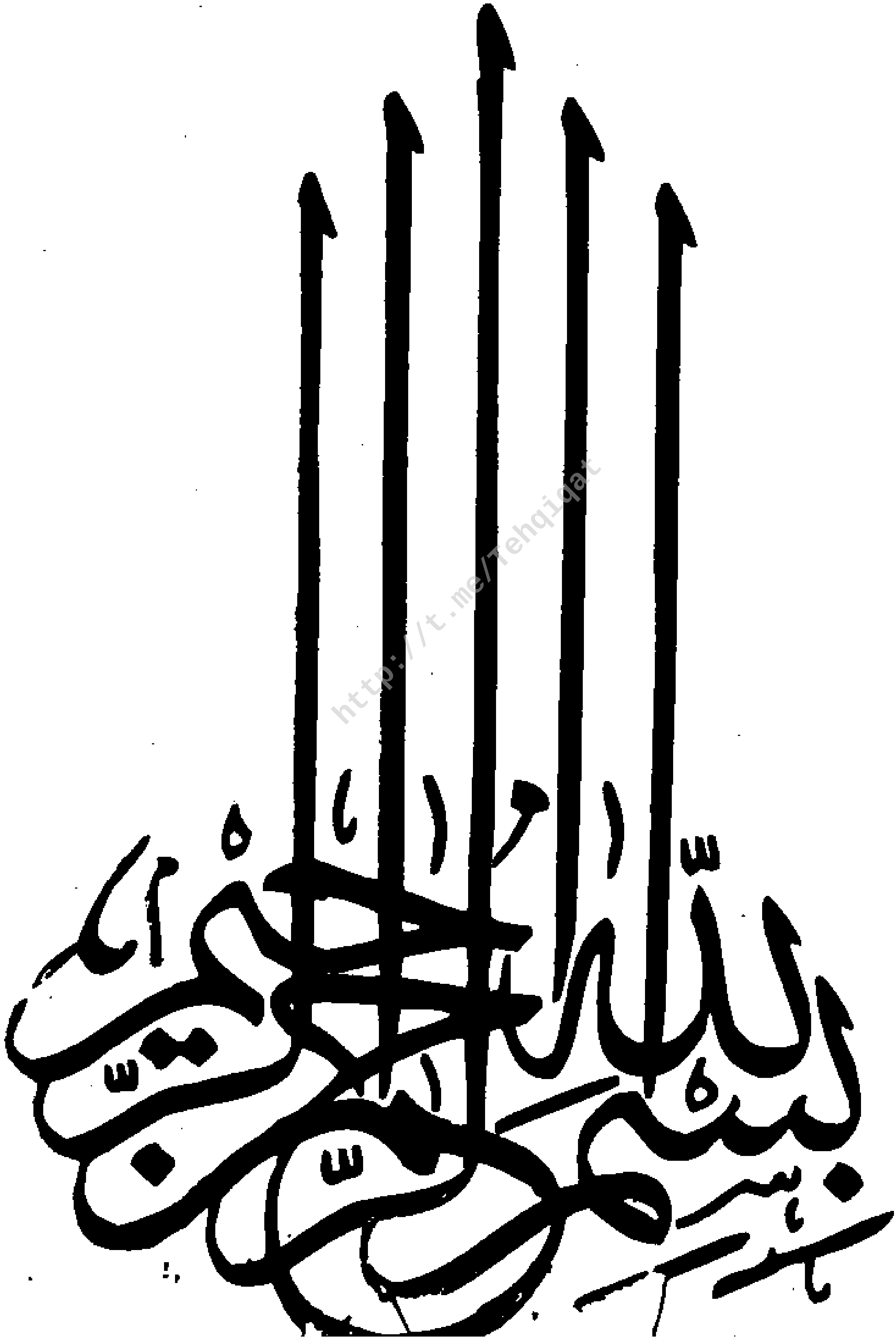
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

تیری نسل پاک میں بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی تیری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا


بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿موضوع﴾

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم

دم میں جب تک دم ذکران کا سناتے جائیں گے

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم الرؤف الرحیم شفیع المذنبین راحة العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین رحمة للعالمین سیدنا وسندنا واعلٰنا واولانا وملجانا ومولانا محمد ن المصطفیٰ وعلیٰ اله المجتبیٰ واصحابهٖ وازواجهٖ وذریاتهٖ وامتهٖ جمیعاً۔ اما بعد! ......فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم۔قل بفضل الله و برحمتهٖ فبذلک فلیفرحوا هو خیرمما یجمعون۔

صدق الله مولانا العظیم، وبلغنا رسوله الکریم۔

ان الله وملائکتهٗ یصلون علی النبی یآایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب الله

معزز حاضرین ومحترم سامعین، برادرانِ اہلسنّت، ادب خوردگان نگاہ محبت! ماہ نور، شہر سرور، ربیع الاول شریف کی آمد آمد ہے، یہ ماہ مبارک ہماری

فانی زندگیوں میں ایک بار پھر ہمیں اپنی ایمان افروز بہاروں...... اپنے دلنشین نظاروں...... اور اپنی کیف آور مسرتوں سے نواز رہا ہے۔

والحمدللہ علیٰ ذلک

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

خدا نے ناخدائی خود کی انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں اس مہینے کی

مرادیں بھر کے دامن میں مناجات زبور آئی
امیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیات نور آئی

الحمدللہ!۔۔۔محفلیں سج رہی ہیں۔۔۔رونقیں بڑھ رہی ہیں۔۔۔عشاق کے قافلے آ رہے ہیں۔۔۔اور اپنے آقا کے نغمے گا رہے ہیں۔

دیکھو!۔۔۔دیکھو!۔۔۔

ہواؤں میں تازگی ہے۔۔۔فضاؤں میں عمدگی ہے
بہاروں میں نکھار ہے۔۔۔نظاروں میں بہار ہے
چہروں پہ نور ہے۔۔۔دلوں میں سرور ہے

اللہ!۔۔۔اللہ!۔۔۔کائنات کا ذرہ ذرہ مسرت وانبساط سے سرشار دکھائی

دے رہا ہے۔ ہر چیز اپنے رنگ میں خوشیاں منا رہی ہے۔۔۔ عاشقوں کے دل لبھا رہی ہے۔۔۔ اور خوشی کے نغمے گا رہی ہے۔

ذرا چشم محبت تو وا کرو!۔۔۔ اور نظر باطن سے تو دیکھو!۔۔۔

غنچے چٹک رہے ہیں۔۔۔ پھول مہک رہے ہیں

بلبل چہک رہے ہیں۔۔۔ سرو لہک رہے ہیں

کلیاں کھل رہی ہیں۔۔۔ موجیں اچھل رہی ہیں

مور و چکور پر وارفتگی طاری ہے۔۔۔

زمین و آسمان خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں۔۔۔

ہر طرف، خوشی ہے۔۔۔ مسرت ہے۔۔۔ فرحت ہے۔۔۔ انبساط ہے۔۔۔ نشاط ہے۔۔۔ کیف و مستی ہے۔۔۔ سرور اور جشن ہے۔۔۔ کیونکہ سب ایک دوسرے کو آمد محبوب ﷺ پر مبارکبادیاں دے رہے ہیں۔۔۔

الغرض:

خدا خوش ہے، نبی خوش ہیں، ملک خوش ہیں، بشر خوش ہیں

سبھی خوش ہیں کہ دنیا میں رسول نامدار ﷺ آیا

حضرات گرامی!۔۔۔ اللہ رب العزت جل جلالہٗ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے محبوب، طالب و مطلوب، دانائے کل غیوب، سرور کائنات ﷺ کی آمد پر

خوشی منانے کے لیے ہم اہلسنت کو چن لیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں، ہزاروں نعمتیں ہیں۔۔۔لاکھوں احسانات ہیں۔۔۔کروڑوں آسائشیں ہیں۔۔۔اور اربوں، کھربوں، خوشیوں کے سامان موجود ہیں، لیکن، اس کائنات کی سب سے بڑی نعمت۔۔۔سب سے بڑی رحمت۔۔۔سب سے بڑا انعام اور سب سے بڑھ کر خوشی کا سامان "آمد مصطفیٰ ﷺ" اور "میلاد مصطفیٰ ﷺ" ہے۔

لوگو!۔۔۔زمانے بھر کی نعمتیں ایک طرف۔۔۔آمد مصطفیٰ کی عظمت وانفرادیت ایک طرف۔۔۔ہر نعمت آپ کے دم سے ہے، اور، ہر خوشی آپ کے کرم سے ہے۔

یہی وجہ ہے ہم سنی مسلمان آپ کی آمد اور میلاد شریف پر سب سے زیادہ خوشی، مسرت بلکہ جشن کا اہتمام کرتے ہیں، کچھ ناداں عشق ومحبت کے اس عظیم مظاہرے پر بھی چیں، بچیں ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی تعمیر وتفہیم ہی شکوک وشبہات اور اعتراضات وتنقیدات کے ماحول میں ہوئی ہے۔۔۔ سوچئے!۔۔۔جس کی جھولی میں کانٹے ہی کانٹے ہوں، وہ کسی کو پھول کی مہک کیسے سونگھا سکتا ہے۔۔۔اور ایسے ہی جس شخص اور جس مسلک ، والوں کو دوسروں پر اعتراض اور تنقید کا ہی سبق پڑھایا گیا ہو وہ کسی محبت بھرے عمل

اور عشق کے مظاہرہ کو برداشت کیسے کرسکتا ہے؟۔۔۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ''جشن میلاد'' منانا قرآن وسنت اور صحابہ وتابعین کی تعلیمات وتعمیلات کے عین مطابق ہے۔

آیئے!۔۔۔ذرا دلائل کی دنیا میں چلتے ہیں۔

خوشی کرنے کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔(یونس،۵۸)

یعنی اے محبوب!۔۔۔اعلان فرمادو، اپنے غلاموں کو سنا دو، انہیں زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھا دو، کہ میرے غلامو! تمہاری زندگی میں کئی نشیب و فراز آئیں گے۔۔۔تمہیں کبھی صدموں سے دوچار ہونا پڑے گا۔۔۔اور۔۔۔ کبھی مسرتوں کا موقع نصیب ہوگا۔۔۔

کبھی بے چینی ہوگی اور کبھی قرار۔۔۔کبھی کلفت ہوگی اور کبھی الفت
کبھی غمی ملے گی اور کبھی خوشی۔۔۔کبھی رنج ہوگا اور کبھی کرم
کبھی دکھ پہنچے گا اور کبھی سکھ

لیکن!۔۔۔تم نے ہر موقع پر شریعت سے وابستہ رہنا ہے۔اور، ہر لمحہ سنت سے

استوار کرنا ہے۔۔۔خوشی اور غم کے لمحات بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہی انجام پذیر ہونے چاہئیں۔اور اگر تمہیں دکھ، صدمہ رنج اور مصیبت پہنچے تو صبر کرنا۔۔۔اگر صبر کرو گے تو اعلان خداوندی ہے:ان اللہ مع الصابرین

جان لو!۔۔۔تمہیں خدا کا ساتھ نصیب ہوگا اور بغیر حساب کے اجر وثواب ملے گا۔

اور اگر خدا تعالیٰ تمہیں، اپنا کرم عطا فرمائے۔۔۔اپنا فضل عنایت کرے۔۔۔اپنی نعمت ورحمت سے سرفراز فرمائے۔۔۔انعام واحسان سے سربلند فرمائے۔۔۔

تو پھر، سوگ نہیں کرنا۔۔۔منہ نہیں بسورنا۔۔۔پریشانی کا اظہار نہیں کرنا۔۔۔چہروں پر غم کے آثار نہیں ہونے چاہئیں۔۔۔تو حکم الٰہی ہے:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا

پیارے فرمادو! کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے پر) ضروری ہے کہ یہ لوگ خوشی کریں۔

یعنی، جب اللہ کا فضل ملے۔اور۔اس کی رحمت ملے تو مسلمانوں پر لازم ہے۔کہ۔وہ خوشی کا اظہار کریں اور مسرتیں ظاہر کریں۔تا کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی کیا قدر و قیمت ہے۔

”قل“ کہنے کی حکمتیں:

معزز حضرات!۔۔۔ذرا آیت مقدسہ کے انداز پر غور فرمائیں! اس آیت کا آغاز لفظ ”قــل“ سے کیا گیا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے اے محبوب کہہ دو! اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی بات محبوب سے کیوں کہلوائی۔۔۔

وہ اگر ”قــل“ کے بغیر بھی کہہ دیتا تو بھی، بات کامل تھی۔۔۔ مکمل تھی۔۔۔ اکمل تھی۔۔۔ اس میں کوئی نقص نہ رہتا۔۔۔ اور۔۔۔ کوئی کمی، کجی نہ ہوتی۔۔۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا، آخر کیوں؟۔۔۔ اس کی چند حکمتیں اور کچھ وجوہات ہیں۔۔۔ اور وہ یہ ہیں:

پہلی حکمت:

رب ذوالجلال نے ”قل“ فرما کر دنیا والوں کو بتا دیا کہ میرے محبوب کا انداز تکلم، طرز گفتگو، الفاظ وکلمات کی ادائیگی کا طریقہ، زبان کی حلاوت وشیرینی اور بولنے کی لطافت ومٹھاس اس قدر پیاری ہے کہ دشمن بھی سن لے تو سنتا ہی رہ جائے۔۔۔ کیونکہ یہ جب بولتا ہے تو موتی رولتا ہے، کائنات میں کوئی اس جیسا بول کے تو دکھائے۔۔۔ میں خالق ہو کر بھی یہ پسند کرتا ہوں کہ

بات میری ہوگی۔۔۔ذات تیری ہوگی

کلام میرا ہوگا۔۔۔زبان تیری ہوگی

فرمان میرا ہوگا۔۔۔اعلان تیرا ہوگا

قرآن میرا ہوگا۔۔۔بیان تیرا ہوگا

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ بھی خوب کہہ گئے!

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی

اتنی ہے تیری گفتگو اللہ کو پسند

دوسری حکمت:

حاضرین گرامی قدر!۔۔۔یہ حقیقت ہے کہ اس کائنات میں رب کا پیغام جسے بھی جو ملا، بوسیلۂ مصطفیٰ ملا۔۔۔بلکہ، میں اگر یہ بات بھی کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ: بندوں کو۔۔۔انسانوں کو۔۔۔مسلمانوں کو۔۔۔مدنی کریم ﷺ کے غلاموں کو۔۔۔بارگاہ رب العزت سے جو کچھ ملا۔۔۔کملی والے آقا کے صدقہ سے ملا ہے۔۔۔کسی نے کیا خوب کہا:

خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی

جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

معزز سامعین!۔۔۔ایمانداری سے بتایئے!۔۔۔کیا

کلمہ ہمارے گھروں میں آیا؟۔۔۔نہیں

کیا نمازیں کسی چودھری پر نازل ہوئیں؟۔۔۔نہیں

کیا قرآن کسی مولوی، مفتی اور قاضی پر اترا؟۔۔۔نہیں

کیا روزے، حج، زکوٰۃ، صدقات وغیرہ کسی وزیر، سفیر، امیر کو ملے؟۔۔۔نہیں

یا کسی محدث، مفسر اور محقق کی خدمت میں آئے تھے؟۔۔۔نہیں

اور یقیناً نہیں۔۔۔تو پھر یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ ہمیں

نمازیں ملیں۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

روزے ملے۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

حج ملا۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

زکوٰۃ ملی۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

خیرات وصدقات ملے۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

تسبیحات و تہلیلات ملیں۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

تحمیدات و تقدیسات ملیں۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

غرضیکہ!۔۔۔ہمیں

کلمہ و کلام ملا۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

عرفان و ایقان ملا۔۔۔تو درِ مصطفیٰ ﷺ سے

اسلام وایمان ملا۔۔۔تو در مصطفیٰ ﷺ سے

عرفان رب رحمان ملا۔۔۔تو در مصطفیٰ ﷺ سے

الغرض!۔۔۔

کائنات کی ہر شئے کو بارگاہ خداوندی سے۔۔۔جو بھی ملا ہے۔۔۔
مل رہا ہے۔۔۔ملتا رہے گا۔۔۔وہ سب کچھ در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملے گا۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے خوب ترجمانی فرمائی:

بے ان کے واسطے خدا کسی کو کچھ عطا کرے

حاشا! غلط، غلط، یہ ہوس بے بصر کی

کیونکہ اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے اپنے اور بندوں کے درمیان
نبی کو وسیلہ بنالیا ہے اور دنیا والوں کو بتادیا کہ

میں تمہیں جو بھی عطا کروں گا۔۔۔ وسیلۂ مصطفیٰ سے عطا کروں گا۔

میرا تم سے جب بھی رابطہ ہوگا۔۔۔وسیلۂ مصطفیٰ سے ہوگا۔

میں جب بھی تم سے کلام کروں گا۔۔۔وسیلۂ مصطفیٰ سے کروں گا۔

حالانکہ خداتعالیٰ کی شان ہے: ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر۔

وہ ہر چاہت پر قادر ہے۔۔۔اس کی ذات میں کوئی کمی نہیں
کوئی کجی نہیں۔۔۔کوئی نقص نہیں۔۔۔کوئی کمزوری نہیں

وہ ساری طاقتوں کا مالک ہے۔۔۔وہ ساری قوتوں کا خالق ہے

وہ اگر چاہے تو بندوں کو بغیر وسیلہ کے عطا کرے

اسے وسیلہ اور واسطہ کی کوئی ضرورت نہیں

لیکن باوجود اس کے محض!۔۔۔

ہماری سہولت کے لیے۔۔۔ہماری حاجت روائی کے لیے۔۔۔

ہماری مشکل کشائی کے لیے۔۔۔اپنے نبی کو وسیلہ بنا کر۔۔۔ہمیں بتا رہا ہے۔۔۔بلکہ ساری دنیا کے لیے یہ قانون بنا رہا ہے۔۔۔کہ۔۔۔اے بندو! سنو! اور غور سے سنو!۔۔۔جب میں خدا ہو کر نبی کے وسیلہ سے تم سے رابطہ کرتا ہوں۔۔۔تو تم بندے ہو کر جب بھی مجھ سے رابطہ کرنا چاہو تو میرے محبوب کے وسیلہ سے رابطہ کرنا۔۔۔تمہارا کام بن جائے گا۔

حضرات گرامی!۔۔۔"قــــل" فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ ساری باتیں

واضح فرمادی ہیں۔ گویا خدا فرما رہا ہے کہ

پیارے!۔۔۔میرا کلام۔۔۔ذرا اپنی زبان سے ادا کردو

تا کہ تیرے غلاموں کے لیے واجب العمل ہو جائے۔۔۔کیونکہ

اب میری بات بھی ان کے لیے شریعت اس وقت بنے گی، جب وہ

تیری زبان سے ادا ہو گی۔

صاحبان ذوق!۔۔۔اگر آپ کا جی چاہے تو آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

زبان رسالت کی رفعت کو ہمارا سلام ہو، ہمیں خدا کا کلام بھی اسی زبان سے سننے۔۔۔اور۔۔۔حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔۔۔ کیونکہ:

راگ ایک ہے۔۔۔نغمے دو ہیں

پھول ایک ہے۔۔۔خوشبوئیں دو ہیں

منہ ایک ہے۔۔۔بولنے والے دو ہیں

اسی منہ سے مصطفیٰ ﷺ بولتا ہے۔۔۔اور۔۔۔اسی منہ سے خدا بولتا ہے

"قل" کے استعمال کا ضابطہ:

اگر قرآن مجید کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو آپ کو قرآن کا ایک عمومی ضابطہ دکھائی دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "قل" ہر جگہ پر ارشاد نہیں فرمایا۔ بلکہ جہاں پر کوئی اہم، معظم، لازمی، ضروری اور بنیادی مسئلہ بیان فرمانے کا ارادہ ہوا تو وہاں "قل" ارشاد فرما دیا۔

آیئے!۔۔۔میں اپنے دعوے کے ثبوت میں دو تین مثالیں پیش کرتا چلوں!

پہلی مثال:

دیکھیے!۔۔۔توحید، اسلام کا ایک بنیادی اور اہم مسئلہ ہے۔ جو توحید

خداوندی کا قائل نہیں وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں، اسلام میں داخل ہونے کے لیے پہلا کام اقرار توحید الوہیت ہے۔۔۔یعنی آدمی دل سے یہ تسلیم کرلے کہ اللہ ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اب آیئے!۔۔۔قرآن مجید کی طرف۔۔۔جب اللہ رب العزت نے اس اہم مسئلہ کو بیان فرمانا چاہا تو ارشاد ہوا:

قل هو الله احد محبوب تم اعلان کردو! کہ وہ اللہ ایک ہے۔

یعنی اپنی توحید کا اعلان بھی لفظ "قل" سے فرمایا ہے

دوسری مثال:

آیئے! دوسری مثال سماعت فرمایئے!۔۔۔توجہ فرمائیں!

ایک مسلمان کے لیے نبی کریم، رؤف رحیم، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع، تابعداری اور پیروی انتہائی ضروری اور لازمی ہے، اس کے بغیر چارہ نہیں۔۔۔یہ اہم اور لازم ہے، کیونکہ:

اتباع نبوی رضائے الٰہی کا سبب ہے

اتباع نبوی وفائے مصطفوی کا سبب ہے

اتباع نبوی حصول رحمت کا ذریعہ ہے

اتباع نبوی حصول عظمت کا وسیلہ ہے

اتباع نبوی دخول جنت کا واسطہ ہے

جب خداوند قدوس جل جلالہٗ نے اس عظیم و رفیع بات کو ارشاد فرمانا چاہا، تو فرمایا: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

(آل عمران، ۳۱)

محبوب! اعلان فرمادو۔۔۔ اگر تم اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ سے محبت کرنا چاہتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

تیسری مثال:

حضرات محترم، تیسری مثال بھی سنتے چلیے!

اسلام نے بندۂ مؤمن کو یہ تصور دیا ہے کہ اے بندے!۔۔۔ تیرا ایمان، ایقان اور اذعان ہونا چاہیئے کہ میرے پاس میرا کچھ بھی نہیں، سب کچھ اللہ کے لیے ہے

میری زندگی کی بہاریں۔۔۔ اللہ کے لیے

میری حرکات وسکنات۔۔۔ اللہ کے لیے

میری عبادات وریاضات۔۔۔ اللہ کے لیے

میری کسی سے رضاوناراضگی۔۔۔ اللہ کے لیے

میری کسی سے محبت ونفرت۔۔۔ اللہ کے لیے

میرا رکوع وسجود۔۔۔ اللہ کے لیے

میرا خشوع وخضوع۔۔۔اللہ کے لیے

میری سعی و جستجو۔۔۔اللہ کے لیے

میرا یہاں رہنا بھی ۔۔۔اللہ کے لیے

اور

آخرت کا سفر بھی ۔۔۔اللہ کے لیے ہے

اس حقیقت کو قرآن مجید نے اپنی لافانی زبان میں یوں بیان کیا ہے:

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

(الانعام،۱۶۲)

محبوب، کہہ دو!...... بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری وفات سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

یعنی انسان کے ہر عمل کا مدار اور اس کی بنیاد، رضائے الٰہی ہی ہونی چاہیے۔ ورنہ بڑے سے بڑا عمل رائیگاں اور ضائع ہو جاتا ہے۔ رضائے الٰہی کے پیش نظر چھوٹے سے چھوٹے عمل کی جزا عقل انسانی سے بھی وراء ہوتی ہے۔ تو گویا یہاں ''قل'' فرما کر انسان کے تمام اعمال کو للٰہیت کا پابند بنا دیا گیا ہے۔

قل بفضل اللہ:

محترم سامعین حضرات!۔۔۔اب آیئے!اس آیت کی طرف جسے میں نے زیب عنوان بنانے کا شرف حاصل کیا ہے۔۔۔اس آیت کا آغاز بھی لفظ"قل" سے فرمایا گیا ہے اور امت محمدیہ کو اس رمز سے آشنا کیا گیا ہے کہ میں "قل" کہہ کر اپنے محبوب کی زبان سے تمہیں حکم دے رہا ہوں۔۔تا کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ خدا کے فضل اور رحمت پر خوشی منانا کوئی معمولی، غیر اہم، اور کوئی عام مسئلہ نہیں۔۔۔بلکہ یہ ایک دین کا بنیادی، لازمی اور ضروری مسئلہ ہے۔۔۔دیکھو!۔۔۔میں کتنے اہتمام سے فرما رہا ہوں:

قل بفضل اللہ وبرحمتہٖ فبذالک فلیفرحوا۔ آلایہ۔

محبوب! اپنی زبان رسالت سے اعلان فرما کر۔۔۔اپنے غلاموں، نیاز مندوں اور کلمہ گو مسلمانوں پر۔۔۔دوٹوک واضح فرما دو۔۔۔کہ تمہارے خدا جل وعلا نے۔۔۔تمہارے لیئے یہ قانون بنا دیا ہے کہ۔۔۔

جب اس کا فضل ہو جائے۔۔۔جب اس کی رحمت مل جائے۔۔۔ تو پریشانی کا اظہار نہیں کرنا۔۔۔غم نہیں منانا۔۔۔بلکہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ڈنکے کی چوٹ خوشیاں منانا ہے۔

دو چیزوں پر خوشی:

میرے دوستو!، بزرگو!۔۔۔حضور کے دیوانو۔۔۔اور جشن میلاد منانے والو!۔۔۔ قرآن کا حکم ذہنوں میں نقش کرلو۔۔۔دلوں میں بسالو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ۔۔۔تمہیں دو چیزوں پر خوشی کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔ ایک اللہ کے فضل اور دوسری اس کی رحمت پر۔۔۔

ہم قرآن پڑھتے ہیں:

احباب گرامی!۔۔۔اب آیئے! ذرا قرآن کا مطالعہ کریں۔۔۔ قرآن کی تلاوت کی سعادت حاصل کریں۔۔۔اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنی قرآن نہیں پڑھتے۔ان کی غلط فہمی بھی دور ہو سکے۔۔۔عوام الناس بھی جان لیں۔۔۔اور اللہ توفیق دے تو منکرین بھی مان لیں کہ۔۔۔

قرآن صرف اہلسنت ہی پڑھتے ہیں۔۔۔

جس طرح قرآن ہمارے اکابر نے پڑھا۔۔۔

اس طرح کوئی پڑھ کے دکھائے تو جانیں

جس طرح قرآن ہم نے سمجھا۔۔۔اس طرح کوئی سمجھ نہیں سکتا

جس طرح قرآن کو ہم نے مانا۔۔۔یوں کوئی مان ہی نہیں سکتا

... حضرت علامہ ابوالبیان

پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم بھی قرآن پڑھتے ہیں، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صرف ہم ہی قرآن پڑھتے ہیں"۔

اس کی ایک جھلک میں آپ حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور پھر آپ کو دعوت فکر دوں گا۔۔۔ آپ خود فیصلہ کیجئے!۔۔۔ کہ قرآن پر عمل کون کرتا ہے اور قرآن کی مخالفت کون کرتا ہے؟۔۔۔ توجہ فرمائیں!۔۔۔

قرآن نے ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔ ہم خود قرآن سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ اے قرآن! تو خود ہی بتا دے کہ خدا کے فضلوں میں سب سے بڑا فضل کیا ہے اور خدا کی رحمتوں میں سب سے بڑی رحمت کون سی ہے؟۔۔۔ تاکہ ہم اس فضل اور رحمت کے شایان شان خوشی منا سکیں!۔۔۔

تفسیر القرآن کا پہلا درجہ:

معزز حضرات! یہ بھی جان لیجئے!۔۔۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلے میں تمام فرقوں، تمام گروہوں اور تمام پارٹیوں کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر القرآن کا بہترین اور بلند ترین درجہ "تفسیر القرآن بالقرآن" ہے۔

یعنی اگر قرآن کی کسی بات کی توضیح، تشریح اور تفسیر مطلوب ہو تو اور اس کی وضاحت خود قرآن میں ہی موجود ہو تو "تفسیر القرآن کا یہ اعلیٰ

سے اونچا درجہ ہے۔ باقی سب درجے اس کے بعد ہیں۔ تو آیئے!۔۔۔ہم
فضل اور رحمت کی تفسیر خود قرآن سے ہی کرا لیتے ہیں تا کہ جھگڑا ہی ختم
ہو جائے۔۔۔اور اگر کوئی اس کے بعد بھی اسمیں اختلاف کرے تو پھر عوام
الناس خود سمجھ لیں کہ وہ کون ہے؟۔

فضل کبیر:

حضرات!۔۔۔میں بڑے ادب اور احترام کے ساتھ قرآن کی
خدمت میں عرض گذار ہوں: اے قرآن۔۔۔تو
لاریب ہے، بے عیب ہے۔۔۔تیرے اندر ہر سوال کا جواب اور ہر
مشکل کا حل موجود ہے۔۔۔ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ کے فضل بے
شمار ہیں۔۔۔بے حساب ہیں۔۔۔ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔۔۔ہمیں اس
کے ہر فضل پر خوشی اور مسرت ہے۔۔۔لیکن اے قرآن مجید!۔۔۔یہ تو بتا کہ
خدا کا سب سے بڑا فضل کیا ہے؟۔۔۔تو سنیئے!۔۔۔قرآن میرے سوال کا
جواب دینے لگا۔۔۔یہ سورۃ الاحزاب ہے، بائیسواں پارہ ہے، پارے کا
رکوع تیسرا، اور سورۃ کا رکوع چھٹا ہے، آیت نمبر پینتالیس، چھیالیس اور
سنتالیس ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے:

... شاهدا ومبشرا ونذيرا. وداعيا

الیَ اللہ باذنہٖ وسراجا منیرا. وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا.

اے غیب کی خبریں دینے والے!۔۔۔ہم نے تجھے حاضر وناظر، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے اذن سے اس کی طرف بلانے والا، خود چمکتا ہوا اور دوسروں کو چمکانے والا (آفتاب) بنا کر بھیجا ہے اور ایمان والوں کو بشارت دے دو کہ بے شک ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل آ گیا ہے۔

اس آیت میں دوٹوک رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے، یا نبی کہہ کر آخر میں فیصلہ فرما دیا کہ آپ ﷺ اللہ جل جلالہٗ کے سب سے بڑے فضل بن کر آئے ہیں۔

حلِ اشکالات:

محترم حاضرین وناظرین، توجہ فرمائیں!۔۔۔

یہاں قرآن میں خود اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب کو ''یا نبی'' کہہ کے پکارا ہے۔۔۔جو لوگ یہ کہتے ہیں: ''یا نبی'' اور ''یا رسول'' کہاں سے ثابت ہے، وہ اپنی دونوں آنکھیں کھول کر دیکھ لیں۔۔۔اللہ عزوجل نے قرآن میں جگہ جگہ اپنے پیارے، راج دلارے، سرورِ کائنات ﷺ کو ''یا'' کہہ کر خطاب فرمایا ہے

اگر نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ کو "ندا" کرنا کفر وشرک ہے تو قرآن بھی چھوڑ دو اور خدا کا بھی انکار کردو کیونکہ قرآن میں "یـانبی" ہے اور کہنے والا خود رب غنی ہے۔ (اللہ اکبر)

❁ ...... بعض لوگ کہتے ہیں نبی غیب نہیں جانتا، دوستو! یہ کیسی جہالت ہے، نبی بھی کہہ رہے ہیں اور علم غیب کا انکار بھی کر رہے ہیں، نبی تو ہوتا ہی وہ ہے جو غیب جانتا ہو۔۔۔ جو غیب نہ جانے وہ نبی نہیں ہوسکتا، کیونکہ نبی، نبوت سے مشتق ہے اور نبوت کا معنی ہے غیب جاننا۔۔۔

جیسا کہ حضرت امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے الشـــفـــاء بتعـريف حقـوق الـمـصطفى ﷺ جزء اول ص ۱۶۱، پر نبوت کی تعریف کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے:

النبوة التى هى الاطلاع على الغيب

ترجمہ: نبوت غیب پر مطلع ہونے یعنی غیبی چیزوں کو جان لینے کا نام ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ "نبی" کا معنیٰ غیب جاننے والا۔۔۔ غیب کی خبریں بتانے والا۔۔۔ اور۔۔۔ غیبی خبریں رکھنے والا ہے۔۔۔

اب ہم ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ یا تو "نبی" کا انکار کردو!۔۔۔ ورنہ مان جاؤ کہ "نبی" وہی ہوسکتا ہے جو غیب کا جاننے والا ہو اور غیب کی خبریں

دینے والا ہو۔ والحمدللہ علیٰ ذلک۔

❀......ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ تم نے "شاھد" کا ترجمہ حاضر و ناظر غلط کیا ہے؟ میں نے کہا اچھا، مجھے بھی آپ جیسے "ماہر گرائمر" کی ضرورت تھی جو مجھے اس کا صحیح معنیٰ سمجھا دے۔۔۔آپ مہربانی فرما کر ذرا اس کا درست ترجمہ بتادیں، وہ بڑے طمطراق سے کہنے لگا، اس کا معنیٰ ہوتا ہے "گواہ"۔

میں نے پوچھا کہ ایمانداری سے بتایئے، "گواہ" کون ہوتا ہے؟ جو غائب ہو یا حاضر اور موجود ہو۔۔۔ پریشان سا ہو کر کہنے لگا گواہ تو وہی ہوتا ہے جو حاضر ہو۔

میں نے کہا تو پھر ثابت ہو گیا کہ میرا نبی حاضر و ناظر ہے کیونکہ آپ شاہد ہیں اور شاہد، گواہ کو کہتے ہیں اور گواہ موقع پر موجود اور حاضر و ناظر ہی ہوتا ہے۔لہٰذا الٹی طرف سے کان پکڑنے کی بجائے سیدھی طرح کیوں نہیں پکڑ لیتے؟۔۔۔

نادانو!۔۔۔اتنے پیچ و تاب کھانے کے بعد ماننے سے پہلے ہی کیوں نہیں مان لیتے کہ نبی "حاضر و ناظر" ہے۔

❀......حضرات ذی وقار! ان آیات کے آخر میں "فضل کبیر" کا جملہ آیا ہے مجھے ایک شخص کہنے لگا کہ یہاں "فضل کبیر" سے مراد "نبی کی ذات" نہیں

بلکہ "جنت" کو فضل کبیر کہا گیا ہے۔۔۔ میں نے کہا، چلو تمہاری بات ہی مان لیتے ہیں، لیکن سچ سچ بتاؤ کہ تمہیں جنت کی بشارت کس نے دی؟۔۔۔ کہنے لگا نبی نے، میں نے کہا آخر کیا ضرورت تھی؟۔۔۔ صرف یہی ناں! کہ خدا بتانا چاہتا تھا کہ اے لوگو!۔۔۔ تمہارے پاس وہ نبی آ گیا ہے جو اپنے غلاموں کو جنت کی بشارت بھی دے گا اور ان میں جنت تقسیم بھی وہی کرے گا۔۔۔ تو اب شرم آنی چاہیئے کہ جس کے در سے "فضل کبیر" ملے۔۔۔ جو کائنات بھر کو "فضل کبیر" کی خیرات عنائت فرمائے۔۔۔ کیا وہ خود "فضل کبیر" نہ ہوگا؟

اگر وہ محبوب تشریف نہ لاتا تو تمہیں یہ "فضل کبیر" کیسے ملتا؟

لاکھوں سلام ہوں اس نبی ﷺ پر کہ جس کے آنے سے ہم گنہگاروں کو خدا کی طرف سے "فضل کبیر" مل گیا۔

حضور ﷺ فضل کبیر ہیں:

محترم حاضرین محفل!۔۔۔ آیئے، میں آپ کے ذوق نہاں کو تازہ کرنے کے لیے آپ کو قرآن مجید، فرقان حمید کی چند آیات بینات مزید سناتا چلوں، تا کہ منکر کو اس بات سے انکار کرنے کی جرأت نہ ہو سکے کہ کملی والا آقا ﷺ نہ صرف اللہ کا فضل ہے بلکہ سب سے کبیر اور عظیم فضل آپ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ توجہ کیجیئے!

اگر میں کہوں کوئی نہ مانے اس کا بگڑتا کچھ نہیں

خدا اور رسول فرمائے کوئی نہ مانے اس کا رہتا کچھ نہیں

قرآن پاک کی آیات بینات سے اپنے ذوق محبت کو تازگی بخشیے!

پہلی آیت: سامعین کرام!۔۔۔پہلی آیت سماعت فرمائیں!۔۔۔سورۂ جمعۃ المبارک کی ابتدائی آیات میں اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت اور آمد کا ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امی لوگوں میں ایک عظمتوں والا رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، انہیں پاک فرماتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم ارشاد فرماتا ہے، وہ لوگ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے، صرف انہیں لوگوں کو نہیں بلکہ وہ رسول ﷺ ان کے بعد آنے والے لوگوں کو بھی اپنے فیوض وبرکات سے مالا مال کرتا ہے جو ابھی ان یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہیں ملے، وہ غلبہ وحکمت والا ہے۔ بعد ازاں واضح طور پر فرمادیا:

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآ واللہ ذو الفضل العظیم

(الجمعہ،۴)

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو ان شانوں، فضیلتوں اور عزتوں، عظمتوں کے ساتھ بھیجنا اور اس رسول کا اپنے غلاموں کو پاک کرنا، انہیں فیض وبرکت عطا فرمانا

ذلک فضل اللہ — یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

یؤتیہ من یشآء — وہ اپنا فضل جسے چاہتا ہے، عطا فرما دیتا ہے

واللہ ذوالفضل العظیم — اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عظیم فضل اور بڑے کرم والا ہے اس لیے اس نے اپنے محبوب کو اعزازی اور انفرادی عظمتوں کے ساتھ مبعوث فرما کر دنیا والوں کو اپنا فضل عطا فرمادیا۔

انکار کرنے والے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہاں دوٹوک رسول کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ''فضل'' فرمایا ہے۔

محترم حضرات!۔۔۔ یہ صرف ہمارا ہی مؤقف نہیں، بلکہ مفسرین نے بھی یہاں فضل سے رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کو مراد لیا ہے۔

سردست صرف تین تفسیروں کے حوالے سماعت فرمائیں!۔۔۔

نمبر ایک: امام سیوطی علیہ الرحمہ نے تفسیر جلالین ص ۴۶۰ پر۔

نمبر دوم: علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح المعانی جز ۲۸، ص ۹۵،۹۴ پر۔

نمبر تین: حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۲۱۳ پر۔

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ''اللہ کا فضل'' قرار دیا گیا ہے۔

دوسری آیت:

اب سنیے !......دوسری آیت مبارکہ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

(النسآء،۱۱۳)

اور اے محبوب! آپ کو اللہ نے وہ کچھ سکھا دیا ہے جو آپ کے علم میں نہ تھا،اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔

یعنی اے محبوب!۔۔۔تیرے رب نے تجھے بہت بڑا اور عظیم فضل عطا فرمادیا ہے۔گویا:۔۔۔آپ ﷺ ''فضل عظیم'' کے حامل ہیں۔

آپ کی ذات مبارکہ اور فضل عظیم۔۔۔لازم وملزوم ہیں۔

جسے آپ مل گئے۔۔۔اسے فضل عظیم مل گیا۔

جہاں آپ چلے گئے۔۔۔وہاں فضل عظیم آگیا۔

تو جب آپ فضل عظیم کے مہبط ومرکز ومحور ہیں،تو پھر دوٹوک کہنے دو! کہ جسے آپ مل گئے،خدا کی قسم!۔۔۔اسے اللہ کا فضل عظیم مل گیا ہے۔

اس لیے تو کہا جاتا ہے:

فضل رب العلا اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

تیسری آیت:

شمع رسالت کے پروانو!......رسول کریم ﷺ کے فضل خدا ہونے پر تیسری آیت بھی سن کر اپنے ایمان کو جلا بخشیں!......ارشاد ربانی ہے:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ الآية (آل عمران،۱۵۷)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے کہ جب ان میں ایک عظیم رسول بھیج دیا ہے۔

یعنی میں نے اپنا عظیم رسول بھیج کر مومنوں پر احسان کیا ہے۔

حاضرین باتمکین!۔۔۔آپ پورا قرآن پڑھ لیں،قرآن کے تیس پاروں اور ایک سو چودہ سورتوں میں کسی جگہ پر بھی اس انداز میں احسان نہیں جتایا گیا۔۔ یہ انداز فقط محبوب خدا،امام الانبیاء،شہہ ہر دوسرا،احمد مجتبیٰ،حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری،آمد مبارک اور بعثتِ مقدسہ پر ہی اختیار کیا گیا ہے۔۔۔ اگر اس کائنات میں اور کوئی نعمت،فضل،کرم اور احسان آپ سے بڑھ کر ہوتا تو اس پر بھی یوں احسان جتایا جاتا،لیکن ایسا نہیں ہوا؟۔۔۔تو پھر مجھے کہنے دو کہ

قدرت کی سب نعمتیں۔۔۔لازوال ہیں

خدا کے تمام احسان۔۔۔لاجواب ہیں

اللہ کے تمام فضل۔۔۔لاجواب ہیں

لیکن۔۔۔خدا کی خدائی میں، سب سے بلند۔۔۔سب سے اونچا۔۔۔سب سے اولیٰ۔۔۔سب سے بالا۔۔۔سب سے اعلیٰ اور سب سے، عظیم۔۔۔کبیر اور رفیع، فضل کا نام ''محمد مصطفےٰ ﷺ'' ہے۔

تو ثابت ہوا کہ خدا کے فضل ان گنت اور بے شمار ہیں، لیکن اس کا سب سے بڑا فضل ''محمد مصطفےٰ ﷺ'' ہیں۔اور حکم الٰہی ہے کہ جب اللہ کا فضل ملے تو خوشی کرو، لہٰذا ہم اہلسنّت و جماعت آپ کی آمد پر خوشیاں مناتے اور مسرتوں کا اظہار کرتے ہیں۔

فضل مومنوں پر فرمایا:

محترم حضرات!۔۔۔آپ کو تھوڑی زحمت دوں گا۔جو آیات بینات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، رسول اللہ ﷺ کو ان آیات میں فضل قرار دیا گیا، ان آیات میں ایک آیت مقدسہ کے الفاظ یہ ہیں:

وبشر المؤمنین اور اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دو

دوسری آیت میں یوں ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا۔

یعنی بشارت بھی مومنوں کو۔اور احسان بھی مومنوں پر۔۔۔وہاں بھی ایمان کی

قید۔۔۔یہاں بھی ایمان کی قید۔

تو گویا: اللہ فرماتا ہے: پیارے، اپنی آمد کی بشارت

ہر کسی کو نہ دینا۔۔۔بلکہ ایمان والوں کو دینا

پیارے میلاد پاک کی خوشخبری

ابوجہل کو نہ دینا بلکہ۔۔۔ابوبکر کو دینا

ابولہب کو نہ دینا بلکہ۔۔۔عمر فاروق کو دینا

عتبہ و شیبہ کو نہ دینا بلکہ۔۔۔عثمان غنی کو دینا

عبداللہ بن ابی کو نہ دینا بلکہ۔۔۔مولیٰ علی کو دینا

کافروں اور منافقوں نہ دینا بلکہ۔۔۔مومنوں اور عاشقوں کو دینا

میں نے پوچھا! یا اللہ!۔۔۔کیوں؟۔۔۔کیا تیرا نبی سب کے لیے نہیں آیا؟۔

فرمایا:۔۔۔آیا تو سب کے لیے ہے، لیکن احسان میں نے صرف مومنوں پر فرمایا ہے۔

اس لیے میرے نبی کی آمد کی خوشی کافر اور منافق نہیں منائے گا، مومن اور نبی کا عاشق منائے گا۔۔۔لہٰذا میرے پیارے صرف ایمان والوں کو بشارت دینا ہے۔

معلوم ہوا آمد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی صرف ایماندار ہی کریں گے۔

حضرات گرامی! اللہ کا شکر ہے کہ ہم بھی جب خوشی کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو ہرا یرے، غیرے، نتھو خیرے کو نہیں بلاتے، ہم بھی قرآن پر عمل کرتے ہوئے صرف ایمان والوں کو دعوت دیتے ہیں، اور کہتے ہیں:

مؤمنو! خوشیاں مناؤ کملی والا آ گیا
رب سلم گنگناؤ کملی والا آ گیا
گود میں لے کر حلیمہ سعدیہ نے یوں کہا
عظمتوں کے گیت گاؤ کملی والا آ گیا

خوش کون ہوتا ہے؟:

دوستان عزیز!۔۔۔ مجھے بتائیے!۔۔۔ خوش کون ہوتا ہے؟

جس کا دامن خالی رہے۔۔۔ یا۔۔۔ جسے نعمتوں اور دولتوں سے نواز دیا جائے؟۔۔۔

ظاہر ہے جو خالی دامن ہو وہ تو خوشی منا نہیں سکتا، اور جسے نعمتیں ملیں وہ خوشی منانے سے رک نہیں سکتا۔

تو فیصلہ ہو گیا کہ خوشی وہی منائے گا جسے کوئی نعمت ملے۔۔۔ کوئی فضل ملے۔۔۔ کوئی کرم ملے۔۔۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔۔۔ خدا کے فضل پر خوشی مناؤ۔۔۔ تو جسے خدا

کا فضل ملے گا، خوشی بھی وہی کرے گا، جو لوگ خوشی نہیں کرتے گویا وہ بتا دیتے ہیں کہ ہمارا دامن خالی ہے۔۔۔ اور ہم خوشیاں منا کر دنیا والوں پر ثابت کر دیتے ہیں کہ خدا نے جو فضل کیا تھا وہ ہمیں مل گیا لہٰذا ہم اس فضل و کرم پر خوشیاں منا رہے ہیں۔

ہمیں نوجوان پوچھتے ہیں کہ جناب!۔۔۔ وہ لوگ خوشی کیوں نہیں مناتے؟۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر

❁...... بادشاہ تمہارے گھر آئے تو تم خوش ہو گے، ساتھ والے خوشی نہیں کریں گے۔

❁...... جس پارٹی کا سربراہ آئے وہ خوش ہوتے ہیں۔۔۔ مخالف کبھی خوشی کا اظہار نہیں کرتے۔ تو قانون یہ ثابت ہوا کہ جس کا کوئی آتا ہے۔۔۔ وہی خوشی مناتا ہے۔

تو گویا!۔۔۔ وہ خوشی نہ منا کے بتا دیتے ہیں کہ ان کا کوئی نہیں آیا، اور ہم خوشی منا کے ثابت کر دیتے ہیں کہ ہمارا آقا آیا ہے۔ لہٰذا

مومنو! خوشیاں مناؤ کملی والا آ گیا

سب سے بڑی رحمت؟

گرامی قدر حضرات!...... جو آیت مقدسہ تلاوت کی گئی تھی اس میں

دو چیزوں پر خوشی کرنے کا حکم فرمایا گیا۔خدا کا فضل اور اللہ کی رحمت۔فضل کے متعلق تو قرآن کی روشنی میں فیصلہ ہو گیا،اب رحمت کے متعلق قرآن کا فیصلہ سماعت فرمائیں!

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ اللہ کی رحمتیں کثیر ہیں،جن کا نہ حساب ہے نہ شمار،لیکن ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کی رحمتوں میں سب سے عظیم اور مجسم رحمت کیا ہے؟۔

الحمدللہ۔۔۔مسلمانوں کا ہر کبیر و صغیر۔۔۔سنیوں کا بچہ بچہ اس آیت سے آگاہ ہے۔۔۔متعدد بار ہم نے اس آیت کو سنا اور پڑھا اور ہمارا اس پر ایمان ہے خدا کا اعلان ہے:

وما ارسلنک الا رحمة العالمین۔(الانبیآء،۱۰۷)

اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضرات!۔۔۔ایک بات یاد رکھیں کہ نبی اور رسول رحمت کے بغیر نہیں آتے۔۔۔جہاں نبوت و رسالت ہے،وہاں رحمت ہے۔۔۔ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔۔۔ہر نبی رحمت لے کر آتا ہے۔۔۔ایک لاکھ چوبیس ہزار(کم وبیش)انبیاء کرام اور جملہ رسل عظام اپنے اپنے دور میں۔۔۔اپنی اپنی امت کے لیے۔۔۔رحمت لاتے رہیں ہیں،لیکن وہ

رحمت بن کر تشریف نہیں لائے بلکہ رحمت لے کر جلوہ افروز ہوئے۔ مثلاً:

سیدنا آدم علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت نوح علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت ادریس علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت اسحاق علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت یعقوب علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت یوسف علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت سلیمان علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت داؤد علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت ہارون علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے

حضرت زکریا علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت یحییٰ علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے۔۔۔ تو رحمت لے کر آئے

لیکن۔۔۔جب باری آئی۔۔۔

ہمارے نبی کی۔۔۔تمہارے نبی کی۔۔۔ہم سب کے نبی کی۔۔۔

ہمارے رب کے نبی کی۔۔۔

تو خدا نے قانون بدل دیا۔۔۔طریقہ بدل دیا۔۔۔انداز بدل دیا

گویا فرمادیا پیارے!۔۔۔تو میرا پیارا ہے۔۔۔راج دلارا ہے۔۔۔نبیوں کا سردار ہے۔۔۔دو عالم کا مختار ہے۔۔۔سید الابرار ہے۔۔۔نور الانوار ہے

اب باری تیری ہے۔۔۔بعثت تیری ہے۔۔۔اب تجھے بھیجنا چاہتا ہوں۔۔ تجھے کائنات کا دولہا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔بے کسوں کا سہارا بنانا چاہتا ہوں۔۔ بے آسراؤں کا آسرا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔دکھیوں کے غموں کا مداوا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔گنہگاروں کا ملجاو ماوٰی بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں۔۔۔لہٰذا اگر تجھے بھی صرف رحمت دے کر بھیجوں تو پھر تجھ میں اور پہلے نبیوں میں فرق کیا رہا۔۔۔

اسلیئے میں اعلان کررہا ہوں۔۔۔وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

باقی تمام نبیوں اور رسولوں کو رحمت دے کر بھیجا اور تجھے رحمت دے کر نہیں بلکہ سر سے لے کر پاؤں تک رحمت بنا کر بھیجا ہے۔۔۔سبحان اللہ۔

ثابت ہوگیا کہ رحمتیں اور بھی ہیں لیکن سب سے بڑی رحمت میرا آقا بن کر آیا۔

خدا اور رسول کے لیے ایک ہی لفظ:

معزز حاضرین!۔۔۔یہاں ایک علمی نکتہ بھی عرض کرتا چلوں، تا کہ جاہل لوگوں کی پھیلائی ہوئیں غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جو لفظ اللہ کے لیے بولا جائے وہ نبی اور دوسری مخلوق کے لیے نہیں بولنا چاہیے، مثلاً: اللہ حاضر وناظر ہے۔تو نبی کو حاضر وناظر نہ کہو۔ اللہ مشکل کشا ہے،تو نبی کو مشکل نہ کہو۔اللہ حاجت روا ہے،تو نبی کو حاجت روا نہ کہو۔وغیرہ

میں نے خدا سے پوچھا: مولا!۔۔۔تیرا کیا ارادہ ہے؟ فرمایا: یہ لوگ غلط کہتے ہیں، میں خود جو لفظ اپنے لیے استعمال کروں گا وہی محبوب کے لیے استعمال کروں گا۔۔۔یااللہ!۔۔۔کس طرح؟ فرمایا: سنو! میں نے اپنے بارے میں اعلان کیا: الحمد للہ رب العالمین اور اپنے محبوب کے لیے فرمایا: وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

ادھر بھی ''عالمین''۔۔۔ادھر بھی ''عالمین''

خدا بھی عالمین کے لیے۔۔۔مصطفیٰ بھی عالمین کے لیے

اللہ عالمین کا رب ہے۔۔۔اور نبی عالمین کے لیے رحمت ہے

جو لفظ خدا کے لیے بولا گیا۔۔۔وہی لفظ مصطفیٰ کے لیے بولا گیا

بولو!۔۔۔کیا شرک ہوگیا؟۔۔۔معاذ اللہ

تو پھر استغفر اللہ! اگر اللہ کو شرک کا علم نہیں، تو ملاں کو کیسے ہوگا؟

اگر العیاذ باللہ قرآن میں شرک ہے تو پھر قرآن کا انکار کردو! لیکن صاحبان ذوق!۔۔۔ دراصل بات یہ نہیں ہے کہ جو لفظ اللہ کے لیے بولا جائے وہ نبی کے لیے بولنا شرک ہوتا ہے، اگر یہ فتویٰ درست ہوتا تو اللہ قرآن میں ایک ہی لفظ اپنے لیے اور پھر وہی لفظ اپنے محبوب کے لیے استعمال نہ فرماتا...... مزید سنیے! اللہ نے قرآن میں

خود کو بھی رؤف کہا (البقرہ، ۱۴۳)۔۔۔ اور حضور کو بھی رؤف کہا (التوبہ، ۱۲۸)

خود کو بھی رحیم کہا (البقرہ، ۱۴۳)۔۔۔ اور حضور کو بھی رحیم کہا (التوبہ، ۱۲۸)

خود کو بھی شہید کہا (آل عمران، ۹۸)۔۔۔ اور حضور کو بھی شہید کہا (البقرہ، ۱۴۳)

خود کو بھی کریم کہا (الانفطار، ۶) اور حضور کو بھی کریم کہا (التکویر، ۱۹)

اور مزہ آ گیا کہ جب اللہ رب العزت نے خود کو رب العالمین کہہ دیا اور اپنے محبوب کو رحمۃ للعالمین کہہ کر یار لوگوں کے خود ساختہ شرک کی کمر توڑ کے رکھ دی۔

لہٰذا اس بحث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی لفظ اللہ کے لیے بولا گیا، اور وہی حضور اکرم ﷺ کے لیے بولا جائے تو چونکہ معنیٰ میں فرق ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے اپنے معنیٰ کے اعتبار سے دونوں کے لیے درست ہوتا ہے۔ مثلاً:

اللہ رؤف ہے، خود بخود۔۔۔حضور کو رؤف اس نے بنایا ہے

وہ رحیم ہے، خود بخود۔۔۔حضور کو رحیم اس نے بنایا ہے

وہ کریم ہے، خود بخود۔۔۔حضور کو کریم اس نے بنایا ہے

اسی طرح

اللہ حاجت روا ہے، خود بخود۔۔۔حضور کو یہ مقام خدا نے عطا فرمایا

اللہ مشکل کشا، حاضر وناظر، مددگار ازخود ہے۔۔۔حضور کے پاس یہ مرتبے بارگاہ خداوندی سے آئے ہیں۔۔۔ایسے ہی مخلوق کو اللہ نے اپنی ربوبیت کا محتاج بنایا اور ساتھ ہی محبوب کی رحمت کا محتاج بھی بنا کر واضح فر دیا کہ میں رب العالمین ازخود ہوں، اور محبوب کو یہ مقام رحمۃ للعالمین میں نے عطا فرمایا ہے۔

رحمۃ للعالمین صرف ایک:

حضرات ذی وقار!۔۔۔یاد رکھیں۔۔۔رحمۃ للعالمین اس کائنات میں صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ ہی ہیں کیونکہ یہ فقط آپ کا خاصہ ہے۔۔۔کوئی نبی اور رسول بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں۔۔۔کیونکہ خدا اعلان فرما رہا ہے، وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

محبوب! ہم نے صرف آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا انکار:

معزز حاضرین!۔۔۔ان خوش کن لمحات اور کیف آور اوقات میں سینے پہ ہاتھ رکھ کر ایک دل ہلا دینے والی، ایمان سوز بات بھی سن لیں! کہ خود کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار کہلانے والے وہابیوں، دیوبندیوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کا بھی رد کر دیا ہے۔

دیکھیے !۔۔۔وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

"ہم نے تو حضرات انبیاء ہی کو رحمۃ اللعالمین کہا تھا"۔

(اہلحدیث امرتسر ص ۴ کالم نمبر ۱، فروری ۱۹۰۸ء، بحوالہ وہابی مذہب)

یہ ایسی گستاخی ہے جسے خود وہابیوں نے تسلیم کر رکھا ہے ان کی معتبر کتاب "تحفہ حنفیہ ص ۳۱۹" دیکھیے۔

اسی طرح دیوبندیوں کے قطب ارشاد رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک فتوے میں رسول اللہ ﷺ کے اس خاصہ کا انکار کیا ہے، اور اس نے لکھا ہے: کہ

"لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے"۔

(فتاوٰی رشیدیہ ص ۲۲۵)

ہمارا ان لوگوں کو کھلا چیلنج ہے کہ

پورے قرآن میں سے دکھا دیں کہ رسول پاک ﷺ کے علاوہ کسی اور

کے لیے "رحمۃ للعالمین" کا لفظ استعمال ہوا ہو۔۔۔ ذخیرۂ احادیث میں کسی دوسرے کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہو۔۔۔ صحابہ کرام ﷺ نے کسی اور کو "رحمۃ للعالمین" کہا ہو۔۔۔ یہ صرف ان لوگوں کے ہی دل گردے کا کام ہے کہ انہوں نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے خاصۂ رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کیا بلکہ عملی طور پر آپ کے مقابلے میں کئی رحمۃ للعالمین بھی گھڑ کر پیش کر دیئے ہیں۔۔۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کی۔

ہم سینہ پہ ہاتھ کر پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ ایک رحمۃ للعالمین خدا نے بنایا لیکن وہابیوں، دیوبندیوں نے اس کے مقابلے میں کئی رحمۃ للعالمین بنا کر خدا کا، قرآن کا اور رحمت دو جہاں کا مذاق اڑایا ہے۔

دیوبندیو! تمہارے خود ساختہ "رحمۃ للعالمین" تمہیں مبارک! اور خدا کا بنایا ہوا رحمۃ للعالمین ہمیں مبارک!۔

جشن مناؤ:

محترم حضرات!۔۔۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ خدا کے فضل اور رحمتیں ان گنت ہیں لیکن سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت مدنی تاجدار بن کر آیا۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر، سرور انبیاء تیری کیا بات ہے

رحمت دو جہاں اک تیری ذات ہے، اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

جب کملی والا فضل عظیم اور رحمت کبریٰ بن کر آیا ہے، تو اب پڑھیئے قرآن کی وہی آیت مقدسہ جسے گفتگو کے عنوان کے لیے تلاوت کیا گیا تھا:

قل بفضل الله وبرحمته فبذٰلک فلیفرحوا

محبوب! اعلان کردو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر خوشیاں کیا کرو۔۔۔ لہٰذا مجھے کہنے دیجیے! اور میں بانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ عام فضل ورحمت پر صرف خوشی کرلو۔۔۔ لیکن جب سب سے بڑا فضل ملے اور سب سے بڑی رحمت ملے تو پھر نری خوشی نہیں، دھوم دھام سے "جشن" منانا چاہیئے!

اس لیے ہم آمد مصطفیٰ ﷺ پر جشن مناتے ہیں، ہمارے جلسوں کا عنوان ہوتا ہے "جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ" اور "جشن آمد رسول ﷺ"۔۔۔ اور ہمارا ترانہ ہوتا ہے:

جشن آمد رسول اللہ ہی اللہ

بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ

اور ہماری دعوت عام ہوتی ہے کہ دیوانو! تم بھی آؤ!۔۔۔ اور پھر

جشن میلاد گھر گھر مناؤ سبھی

آگیا ہے تمہارا ہمارا نبی

الحمدللہ ہمارا سارا پروگرام ہی قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔

مخالفین کی غوغا آرائی:

معزز حاضرین!...... ہمارے یہ دلائل سن کر منکرین جشن میلاد النبی اور مخالفین اہلسنّت بڑے ہی سادے سے انداز میں کہہ دیتے ہیں کہ جناب!۔۔۔ہم کب اس بات کے انکاری ہیں کہ حضور خدا کا فضل ہیں اور اس کی رحمت ہیں۔۔۔اور نہ ہی ہم اس چیز کے خلاف ہیں کہ میلاد النبی پر خوشی کرنی چاہیئے۔۔۔ہم بھی کہتے ہیں میلاد النبی پر خوشی ہونی چاہیئے۔۔۔اور ضرور ہونی چاہیئے۔۔۔ہم خود بھی خوش ہیں۔۔۔کون مسلمان ہے جسے یہ خوشی نہیں ہے۔۔۔دراصل بات خوشی کی نہیں، بات تو یہ ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ آیتیں نہیں آتی تھیں؟۔کیا آپ کو ان مسائل کا علم نہیں تھا؟۔۔۔صحابہ کرام کو قرآن نہیں آتا تھا۔۔۔اہلبیت قرآن سے ناواقف تھے؟۔۔۔نہیں اور یقیناً نہیں۔۔۔تو کیا انہوں نے میلاد کی خوشی کی ہے، اگر انہوں نے میلاد نہیں منایا تو تمہیں میلاد سے زیادہ پیار ہے۔۔۔تم کیوں مناتے ہو؟۔۔۔

تم بھی ثابت کرو:

حضرات!۔۔۔میں کہتا ہوں کہ اول تو تمہارا یہ کہنا کہ ہمیں بھی میلاد کی خوشی ہے سراسر جھوٹ اور دھوکہ و مغالطہ ہے۔۔۔خوشی ہو تو وہ نظر آجاتی ہے، کیونکہ

خوشی۔ آنکھوں میں چمکتی ہے۔۔۔ماتھے پہ بکھرتی ہے اور رخساروں پہ مچلتی ہے۔۔۔کون کہتا ہے کہ خوشی پہچانی نہیں جاتی۔ کیا خوشی اس طرح منائی جاتی ہے کہ مسجدوں کو تالے لگا۔۔۔دو گھروں کے دروازے بند کر دو۔ اگر کوئی بھولے سے بھی دیا (بتی) چراغ جل رہا ہو تو اسے بھی گل کر دو۔۔ چہروں پر افسردگی اور پریشانی کے آثار نمایاں ہوں۔

بارہ ربیع الاول کو کوئی تمہارا چہرہ دیکھ لے، یوں لگتا ہے جیسے ابھی مردہ قبرستان سے اٹھ کے آرہا ہو۔۔۔نادانو!۔۔۔یہ خوشی کا انداز نہیں، ادھر دیکھو، ہمارے چہروں کی طرف۔ چہرے بتا دیتے ہیں کہ کون خوش ہے اور کون ناراض۔

❁......اگر تمہیں خوشی ہے تو پھر خوشی منانے والوں پر فتوے کیوں لگاتے ہو، انہیں مشرک اور بدعتی کیوں بناتے ہو، تمہارے فتوے بتاتے ہیں کہ یہ تمہاری منافقت ہے، ایک طرف کہتے ہو کہ ہمیں بھی خوشی ہے اور دوسری طرف

اعتراض بھی کرتے ہو۔

کہتے ہیں،نہیں جی!۔۔۔ہمیں خوشی منانے کے طریقے سے اختلاف ہے کہ اس انداز میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوشی نہیں منائی،تو تم کیوں یہ طریقے اپناتے ہو۔

پہلی بات: تو یہ ہے کہ ہمارے نزدیک کسی بھی جائز،درست اور پسندیدہ طریقے سے خوشی منانا صحیح ہے۔کوئی ایک طریقہ مخصوص نہیں ہے۔۔۔ہمارے اپنے معمولات بھی اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔

لیکن مشکل تو تمہیں پڑے گی کہ جن کا ایک ایک عمل رسول اللہ اور عمل صحابہ کے مخالف ہے۔۔۔ہم سے دلیل مانگنے والو!کبھی اپنا بھی نظارہ کرلو۔۔۔تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ "تم کتنے پانی میں ہو"۔۔۔آؤ!۔۔۔ہم تمہیں تھوڑی سی جھلک دکھا دیتے ہیں۔

سیرت کانفرنس:

دیو بندی اور خصوصاً وہابی لوگ جو خود کو اہلحدیث کہلاتے نہیں تھکتے۔ان دونوں کی طرف سے ماہ ربیع الاول میں سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر مختلف اشتہارات چھپتے ہیں۔مثلاً:سیرت النبی کانفرنس،سیرت امام الانبیاء کانفرنس، سیرت تاجدار انبیاء کانفرنس وغیرہ۔۔۔ہمارا چیلنج ہے کہ وہ ثابت کریں کہ

رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام ﷺ نے اس عنوان پر کوئی جلسہ، بزم، پروگرام اور کانفرنس منعقد کی ہو۔۔۔اگر کی ہے تو حوالہ پیش کرو، اگر نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو پھر تم کیوں کرتے ہو؟

تم ہمیں پوچھتے ہو کہ کیا نبی کریم اور صحابہ کرام کو میلاد سے کوئی محبت نہ تھی؟۔۔۔تمہیں ان سے زیادہ محبت ہے؟۔اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کو سیرت النبی ﷺ سے پیار تھا یا نہیں؟۔۔۔تھا اور یقیناً تھا؟۔۔۔تو جب انہوں نے سیرت کو نہیں منایا تو تم نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کیوں جلسہ کرایا؟

اور حضرات گرامی!۔۔۔ان لوگوں کی جہالت کا اندازہ لگائیں!۔۔۔کہ ہماری دیکھا دیکھی انہوں نے "سیرت" منانی شروع کر دی ہے۔حالانکہ میلاد تو منایا جاتا ہے لیکن سیرت منائی نہیں جاتی اپنائی جاتی ہے۔ ہماری مخالفت میں ایسے اندھے اور بے بصیرت ہو گئے ہیں کہ انہیں کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔نادانو! سیرت منانے والی شے نہیں، اپنانے والی چیز ہے۔اور میلاد اپنایا نہیں جاتا بلکہ منایا جاتا ہے۔۔۔لہٰذا آؤ!۔۔۔ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ اگر کچھ کرنے کا شوق ہے تو یوں کرو!۔۔۔کہ سرور عالم ﷺ کا میلاد مناتے جاؤ اور آپ کی سیرت اپناتے جاؤ۔

تبلیغی پروگرام:

ہم مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ سچ سچ بتاؤ کیا رسول اکرم ﷺ کو دین کی تبلیغ کا شوق زیادہ تھا۔۔۔یا۔۔۔تمہیں زیادہ ہے؟۔۔۔انہیں دین سے زیادہ محبت تھی۔۔۔یا۔۔۔تمہیں؟ ظاہر ہے کہ انہیں زیادہ تھی۔۔۔لیکن کیا انہوں نے موجودہ انداز میں دین کی تبلیغ کی ہے؟ کیا تبلیغ دین کے لیے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے جلسے کیئے۔۔۔کتابیں چھاپیں۔۔۔رسائل شائع کیئے۔۔۔پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کیئے۔۔۔اشتہارات واسٹیکر زبنوائے؟

کیا اس انداز میں تنظیمیں، فورمز۔۔۔انجمنیں۔۔۔ادارے۔۔۔اور جماعتیں بنائیں جو امیر، نائب امیر و دیگر مروجہ عہدہ جات پر مشتمل ہوں؟۔

کیا رسول خدا ﷺ نے اہل حدیث کانفرنس۔۔۔شہداء کانفرنس۔۔۔مدارس کے سالانہ۔۔۔ماہانہ۔۔۔ہفتہ وار دروس ومحافل کا کوئی اہتمام کیا۔ کیا فجر کے بعد درس قرآن اور عشاء کے بعد مختلف جلسے کیئے۔

کیا تحفظ ناموس رسالت کے لیے رسول اکرم ﷺ نے موجودہ انداز میں جلوس تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اور حرمت رسول کانفرنس وغیرہ منعقد

کی ہے جیسے ڈنمارک اور جرمنی کے گستاخوں کے رد میں تمام جماعتوں نے کیا ہے۔

کیا رسول پاک ﷺ کو اپنی ناموس مبارک سے کوئی محبت نہ تھی؟۔۔۔
کیا صحابہ کرام کو ناموس رسالت کا کوئی پاس نہ تھا۔۔۔ تھا اور یقیناً تھا۔۔۔
لیکن بتاؤ!۔۔۔ جب پہلے ایسے جلوس۔۔۔ جلسے۔۔۔ ہڑتالیں اور احتجاجی پروگرامز نہیں ہوئے تو تم نے یہ امور کہاں سے نکال لیئے؟۔۔۔ تم کو شریعت نے ان کاموں کی اجازت کیسے دے رکھی ہے؟

اگر تمہارے بقول میلاد النبی ﷺ کے پروگرامز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اکرم ﷺ نے نہیں کیئے اور پھر انہیں بدعت، شرک، ناجائز اور حرام کہتے ہو۔۔۔ تو ذرا اپنے ان امور کو قرآن وسنت سے ثابت کرو تو تمہاری حقیقت کھل جائے گی۔

جواب دو، جواب دو...... جرم کا حساب دو

وہابیوں کو کھلا چیلنج:

معزز حاضرین!۔۔۔ ہمارے دور میں غیر مقلد، نجدی، وہابیوں نے اودھم مچا رکھا ہے، اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ ہمارا کوئی عمل بھی حدیث کے خلاف نہیں۔۔۔ بلکہ ہر کام حدیث سے ثابت ہے۔۔۔ چونکہ یہ فرقہ اس وقت عوام

الناس کو گمراہ کرنے میں دھوکہ، فریب، جھوٹ اور ملمع سازی میں سب سے آگے ہے۔ اس لیئے گو ان لوگوں کا نام بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں یعنی "مسلک اہلحدیث یا جماعت اہلحدیث" وغیرہ۔

لیکن ہم اس بحث میں پڑنے کی بجائے انہیں آئینہ دکھاتے ہوئے۔ سینے پہ میں ہاتھ رکھ کر۔۔۔ ڈنکے کی چوٹ۔۔۔ دوٹوک کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ اس فرقے کا معمول ہے کہ یہ لوگ ایک دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور بڑے فخر سے ننگے سر اور زیادہ تر کپڑا ہو بھی تو اتار کر نماز ادا کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ سرکار کائنات ﷺ نے اپنی عمر مبارک میں ایک نماز بھی ننگے سر ادا نہیں فرمائی۔۔۔ اس پر کوئی صحیح، صریح اور غیر معارض حدیث نہیں ہے۔۔۔ اگر ہے تو وہابیوں کو چاہیئے کہ وہ حدیث پیش کریں۔ ہمارا اعلان ہے کہ حدیث پیش کرنا ان کا کام ہے اور عمل کرنا ہمارا کام ہے۔۔۔ لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ایسے ہی یہ لوگ وتر کی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔۔۔ جبکہ یہ عمل بھی کسی صحیح، صریح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ یہ بھی سراسر منگھڑت اور خود

ساختہ ہے۔۔۔کوئی مائی کالال اس پر دلیل پیش نہیں کرسکتا۔لیکن افسوس ہے دوستو!۔۔۔ان لوگوں کی حماقت و بے وقوفی پر کہ جن کا انگ انگ بدعت کے رنگ میں رنگا ہوا ہو۔۔۔جن کا ایک ایک عمل بدعت کی بھینٹ چڑھا ہوا ہو۔۔۔بدعت کے بغیر جن کی دکان ہی نہ چلتی ہو۔۔۔وہ دوسروں کو بدعتی کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔

یہ بالکل اسی محاورے پر عمل ہے کہ ''چور بھی کہے چور چور''۔۔۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ بدعتی خود ہیں۔۔۔لیکن عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے سنی حضرات کو بدعتی کہہ دیتے ہیں......تا کہ ان کی بدعات پر پردہ پڑا رہے۔۔۔لیکن ہم کہتے ہیں۔

ع تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

کیا حضور نے میلاد منایا؟:

محتشم سامعین حضرات!۔۔۔اب آیئے ذرا ان کے سوالات کا جائزہ لیتے ہیں۔۔۔وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا حضور، پرنور، نور علی نور، شافع یوم النشور ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا ہے؟ تو ہم کہتے ہیں۔۔۔ہاں!۔۔۔ بالکل منایا ہے۔۔۔وہ پریشان سے ہو کر پوچھنے لگے۔۔۔بتاؤ!۔۔۔کیسے؟ کب؟۔۔۔اور کہاں؟

پیر شریف کا روزہ:

میں کہتا ہوں۔۔۔ آؤ!۔۔۔ یہ دیکھو! صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۳۶۸۔

سیدنا ابو قتادہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ...... سئل عن صوم الاثنین

بے شک رسول اللہ ﷺ سے پیر شریف کے روزے کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ یہ روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

قال ذاک یوم ولدت فیہ۔ الحدیث

تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میرا میلاد ہوا تھا۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ پیر کے دن میرا میلاد ہوا تھا، اس لیے میں اپنا میلاد مناتے ہوئے ہر پیر کا روزہ رکھتا ہوں۔

بتائیے!۔۔۔ حضرات! ہم سنی لوگ میلاد سال کے بعد منائیں۔۔۔ تو انہیں شرک و بدعت کے فتوے یاد آئیں۔۔۔ میرے نبی نے سال کے بعد میلاد نہ منایا۔۔۔ ہر ہفتہ وار میلاد منا کر بتا دیا کہ غلامو!۔۔۔ گھبراؤ نہیں میں ہفتہ وار میلاد منا رہا ہوں۔۔۔ تا کہ دنیا والے سمجھ لیں کہ جب ہفتہ وار میلاد منانا بدعت نہیں تو سالانہ میلاد منانا بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟

حضور ﷺ نے گیارہ سو چھیانوے بار میلاد منایا:

سادہ لوح سنی مسلمانو!۔۔۔لوگ قرآن وحدیث کا نام لے کر دھوکہ دینے سے نہیں شرماتے۔۔۔ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور سرعام کہتے پھرتے ہیں کہ "حضور نے میلاد نہیں منایا" حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ اور فریب کاری ہے۔۔۔ جو آدمی یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ نے میلاد نہیں منایا۔۔۔تو آپ سمجھ جائیں کہ دنیا کا سب سے بڑا کذاب، دجال اور جھوٹا یہی شخص ہے۔

کیونکہ کتب حدیث سے واضح ہو چکا ہے کہ حضور نے اپنا میلاد شریف ہر ہفتہ وار کو منایا ہے۔

اب آیئے!۔۔۔ میں ایک نیا نکتہ آپ کی سماعتوں کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ آپ نے سن لیا کہ سرکار ابد قرار، احمد مختار ﷺ نے ہر ہفتے میلاد منایا ہے۔اگر ہفتے کو تیئس سال سے ضرب دیں تو نتیجہ نکلتا ہے "گیارہ سو چھیانوے"۔

"تیئس سال" میں نے اس لیئے کہا ہے، کیونکہ حضور پاک ﷺ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمایا تھا۔آپ کے اعلان مبارک اور وصال باکمال تک کا عرصہ تیئس سال بنتا ہے۔۔۔ لہٰذا اس عرصہ میں ہر پیر کو ضرب دے کر ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تیئس سال میں گیارہ سو

چھیانوے بار اپنا میلاد منایا ہے۔۔۔کہاں یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے ایک بار بھی میلاد نہیں منایا اور کہاں یہ ثبوت کہ آپ نے گیارہ سو چھیانوے بار میلاد منایا ہے۔

تف ہو!۔۔۔ایسے لوگوں پر کہ جن کے اپنے کام ایک بار بھی ثابت نہ ہوں، اور وہ پھر بھی انہیں سینے لگائے رکھیں، کیونکہ ان کے بغیر ان کی دکان نہیں چلتی اور پیٹ کا جہنم نہیں بھرتا۔۔۔اور ہمارا عمل تو سرکار سے گیارہ سو چھیانوے بار ثابت ہے۔۔۔یہ اسے پھر بھی بدعت کہتے رہتے ہیں، کیونکہ اگر مان جائیں تو ''عقیدت مندوں'' میں کمی آجائے گی۔۔۔راتب ملنے بند ہو جائیں۔۔۔لہٰذا

روٹی تو کسی طور کما کھائے مچھندر

محض ''روٹی، بوٹی'' کے چکر میں آکر عمل رسول ﷺ کو بدعت اور گمراہی قرار دے کر دنیا و آخرت برباد کر دیتے ہیں۔۔۔لیکن کم از کم اتنا تو ثابت ہو گیا کہ اہلسنت کا یہ عمل اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عمل مبارک کے عین مطابق ہے۔۔۔ہمارا نعرہ ہے۔

ہم ہیں امتی اپنے رسول کریم کے

جو ہے انہیں پسند وہ ہے ہمیں پسند

لہٰذا سرکار کے ان امتیوں کو اپنے محبوب نبی کا مبارک عمل پسند ہے۔۔۔اور جو اس عمل کو بدعت کہتے ہیں وہ بتائیں کہ وہ کس کے امتی ہیں؟۔

منکرین پینترا بدل کر کہتے ہیں۔۔۔کہ حضور نے میلاد منایا ہے روزہ رکھ کر۔۔۔اور تم روزہ رکھ کر میلاد نہیں مناتے۔۔۔تم تو محفل سجا کے۔۔۔ لوگوں کو بلا کے۔۔۔اور لنگر پکا کے میلاد مناتے ہو۔

جانور ذبح فرمائے:

حاضرین محفل!۔۔۔میں آپ کے ذوق کو بڑھانے کے لیے اور اپنے موقف، عقیدہ اور مسلک کی مزید پختگی کے لیے۔۔۔آپ کی خدمت میں ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں، جس سے ثابت ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف روزہ رکھ کر ہی میلاد نہیں منایا بلکہ لنگر پکا کر بھی اپنے میلاد پر اظہار مسرت فرمایا ہے۔

سنیے!۔۔۔اور سر دھنیے! الاحادیث المختارہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵،
اور المعجم الاوسط جلد ا صفحہ ۲۹۸ پر روایت موجود ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان النبی ﷺ عق عن نفسہ بعد مابعث نبیاً

یعنی بے شک نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد خود بھی، اپنا عقیقہ فرمایا

تھا۔

دوسری روایت جو سنن کبریٰ جلد ۹ صفحہ ۳۰۰، اور فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۹ ص ۵۹۵، پر ان الفاظ سے موجود ہے۔

عق عن نفسہ بعد النبوۃ.

آپ ﷺ نے (اعلان) نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا۔

سامعین توجہ فرمائیں!۔۔۔یہ کون سا عقیقہ تھا؟ کیونکہ آپ کا عقیقہ، آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے آپ کی ولادت مقدسہ کے ساتویں دن کر دیا تھا۔۔۔اور قاعدہ یہ ہے کہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا تو پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کو کیا نام دیں؟۔۔۔آپ کا یہ عمل کس بات پر محمول ہوگا؟ اس بات کا فیصلہ میں نہیں کرتا۔۔۔دیگر علماء اہلسنّت سے نہیں پوچھتے۔۔۔تاجدار بریلی سے سوال نہیں کرتے۔۔۔

آیئے!۔۔۔ہم اس شخصیت سے فیصلہ کرا لیتے ہیں کہ جس کو دیوبندی بھی محقق، مفسر اور محدث تسلیم کرتے ہیں اور وہابی بھی امام، حافظ اور ماہر جانتے ہیں، اور خدا کا فضل ہے کہ ہم تو پہلے ہی مانتے ہیں۔۔۔کیونکہ ہم سنی ہیں۔۔۔اور سنی خدا کے کسی مقرب و محبوب کا انکار نہیں کرتا۔۔۔بلکہ خدا کے ہر پیارے سے پیار کرتا ہے۔۔۔میں جس شخصیت کی بات کر رہا

ہوں وہ ہیں، امت مسلمہ کے عظیم محدث حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ۔۔۔آپ سرکار دو عالم ﷺ کا عمل مذکور نقل کر کے فرماتے ہیں کہ آپ کا ساتویں دن عقیقہ ہو چکا تھا۔۔۔والعقیقۃ لاتعاد مرۃ ثانیۃ

اور عقیقہ ایک باری ہوتا ہے۔۔۔بار بار نہیں ہوتا۔۔۔

فیحمل ذلک علی ان الذی فعلہ النبی ﷺ اظہارا للشکر علی ایجاد اللہ تعالیٰ ایاہ رحمۃ للعالمین وتشریع لامتہ۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اصفحہ ۱۹۶)

پس آپ کا یہ فعل اس بات پر محمول ہوگا کہ آپ نے اس بات کا شکر ادا کیا ہے کہ خدا نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لیے میلاد کی خوشی کرنا شریعت بنا دیا ہے۔

تو گویا رسول اللہ ﷺ نے اپنی تشریف آوری۔۔۔ولادت مقدسہ۔ اور میلاد مبارک کی خوشی مناتے ہوئے مدینہ طیبہ میں جانور ذبح فرمائے تھے۔۔۔تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا میلاد مناتے ہوئے لنگر پکانا بھی درست ہے۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد کی خوشی کی ہے؟:

معزز سامعین!۔۔۔پوچھنے والے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام

ﷺ کو میلاد النبی کی خوشی نہیں تھی، اگر تھی اور یقیناً تھی تو پھر انہوں نے میلاد منایا اس سلسلے میں کوئی جلسہ سجایا۔۔۔خوشی کا اظہار فرمایا۔۔۔اگر انہوں نے نہیں منایا تو تم کیوں مناتے ہو؟۔۔۔میں کہتا ہوں۔۔۔ہم میلاد النبی اسی لیئے مناتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن سے بھی ہے۔۔۔کملی والے آقا کے فرمان وعمل سے بھی ہے۔۔۔اور صحابہ کرام نے بھی میلاد منایا تھا۔۔۔اگر جہالت ونادانی سے فرصت ملے تو آؤ!۔۔۔کتب حدیث کا مطالعہ کرنا سیکھو!۔۔۔ صرف اندھے اور لولے، لنگڑے فتوے لگانے ہی نہ سیکھو!۔۔۔

نادانو! قرآن وحدیث پڑھو، خدا کے فضل سے سب کچھ عیاں ہو جائے گا۔ اگر چمگادڑ کی طرح آنکھیں ہی بند ہوں تو پھر سورج کا قصور نہیں۔ آؤ!۔۔۔میں تمہیں بتاتا چلوں کہ حضور اکرم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں خود صحابہ کرام ﷺ نے جلسہ منعقد کر کے میلاد النبی پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔۔۔ بتانا ہمارا کام ہے۔۔۔ماننا تمہارا کام۔ اگر دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت کا کوئی ذرہ بھی موجود ہے تو حوالہ میں دکھا اور سنا دیتا ہوں۔۔۔کلمہ پڑھ کے تم اعلان کردو کہ آئندہ سال ہم بھی غلامان رسول ﷺ کے ساتھ مل کر جشن میلاد النبی کے نعرے لگائیں گے۔۔۔اللہ تمہیں ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ دیکھو!

المعجم الکبیر جلد ۱۹ صفحہ ۳۱۱، اور مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۹۲۔

حضرات محترم!۔۔۔تھوڑی سی منظر کشی کردوں۔۔۔ذرا آنکھیں بند کرلو!۔۔آؤ تھوڑی دیر کے لیے مدینہ طیبہ چلے جائیں، کیونکہ

حب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

اور پھر تصور ہی تصور میں وہ سامنے دیکھو کیا ہے۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں، وہ

مدینے کا شہر ہے۔۔۔رحمت کی لہر ہے
مدینے کی گلیاں ہیں۔۔۔گلاب کی کلیاں ہیں
مدینے کی ہوائیں ہیں۔۔۔جنت کی فضائیں ہیں
مسجد کا صحن ہے۔۔۔ایک محفل جمی ہے
مجمع لگا ہوا ہے۔۔۔منظر بنا ہوا ہے

وہاں اک جلسہ ہو رہا ہے۔۔۔جلسہ کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں یہ جلسہ کسی اور کا نہیں بلکہ ''جشن میلاد النبی ﷺ'' کا جلسہ ہے۔

ذکر و اذکار ہے۔۔۔شکر کا اظہار ہے
دلوں میں خدا کی یاد ہے۔۔۔لبوں پر ذکر میلاد ہے

محبوب کی آمد کی یادیں منارہے ہیں۔۔۔جشنِ میلاد کے نعرے لگارہے ہیں بس تھوڑی ہی دیر گذری کہ جس محبوب کا ذکر ہورہا تھا۔۔۔وہ محبوب بھی محفل میں تشریف لے آتے ہیں۔۔۔آپ کے چہرے پر مسرت ہے۔۔۔لبوں پر مسکراہٹ ہے۔۔۔ماتھے پہ نور کی لاٹ ہے۔۔۔اور غلاموں پہ کرم کی برسات ہے۔۔

میرے محبوب گویا ہوئے!۔۔۔لب رحمت وا کیئے۔۔۔صحابہ کرام سے ایک سوال کیا؟ ما اجلسکم۔۔۔

اے صحابہ!۔۔۔بتاؤ تو۔۔۔آج تمہیں یہاں کس نے بٹھایا ہے اور یہ جلسہ کس نے کرایا ہے؟۔۔۔یہ بزم۔۔۔یہ محفل۔۔۔یہ اہتمام کیوں ہے؟۔۔۔اس کی غرض وغایت کیا ہے؟

تو شمع رسالت کے پروانوں کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔۔۔کہ جس محبوب کے میلاد کی خوشی منارہے ہیں۔۔۔زہے قسمت وہ خود پوچھنے تشریف لے آئے ہیں۔۔۔خوشی سے چمکتے چہروں۔۔۔دمکتے رخساروں۔۔۔درخشندہ پیشانیوں اور پراز سرور سینوں میں مزید نکھار اور بہار آ گئی۔۔۔کچھ توقف کیئے بغیر صحابہ کرام عرض گذار ہوئے۔۔۔پیارے آقا!

جلسنا نذکر اللہ و نحمدہٗ علی ماھدانا للاسلام ومن

علینا بک۔۔۔

آج ہم نے یہ جلسہ فقط خدا کا ذکر اور حمد و تعریف کرنے کے لیے منعقد کیا ہے کیونکہ اس نے ہمیں دین اسلام دیا اور آپ کو بھیج کر ہم پر کرم فرمایا ہے۔

سبحان اللہ

حضرات!۔۔۔لوگ ہمیں سمجھاتے رہتے ہیں کہ

بس نماز، روزہ کی بات کرو۔۔۔حج وزکوٰۃ کی تلقین کرو۔۔۔وضو اور طہارت کے مسئلے سناؤ۔۔۔یہ کیا ہر وقت میلاد، میلاد کرتے رہتے ہو۔

میں انہیں کہتا ہوں کہ ذرا آنکھیں کھول کے دیکھ لو!۔۔۔اور اپنا شک دور کرلو!۔۔۔

یہ مدینہ طیبہ میں۔۔۔مسجد نبوی میں۔۔۔سرکار کائنات کی موجودگی میں۔۔۔صحابہ کرام کے اجتماع میں۔۔۔ذکر نماز نہ تھا۔۔۔ذکر روزہ نہ تھا۔۔۔ذکر حج وزکوٰۃ نہ تھا۔۔۔مسئلہ وضو وطہارت نہ تھا۔۔۔آج ذکر قتال وجہاد نہیں ہو رہا۔۔۔بلکہ پورے اہتمام کے ساتھ ذکر میلاد ہو رہا ہے۔

جس سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اور قتال وجہاد سے فارغ ہو کر ذکر میلاد اور جشن میلاد بھی کیا کرتے تھے۔۔۔اگر ان کا ہی مؤقف ہوتا جو آج کل مخالفین

پیش کرتے ہیں۔۔۔تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتے۔

واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کا سچا پیروکار وہ ہے جو دیگر ضروریات دین پر عمل کے علاوہ میلاد النبی بھی منانے کا قائل و فاعل ہو۔۔۔ورنہ اس کا صحابہ کرام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رضائے الٰہی کی سند:

معزز حاضرین!۔۔۔حدیث مذکور یہیں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس سے اگلا حصہ بھی سماعت فرمائیں!۔۔۔تاکہ آپ کے ایمان کو مزید تازگی نصیب ہو، جب صحابہ کرام نے اپنے جلسے کی علت اور غرض و غایت بتائی، تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

آللہ ما اجلسکم الا ذلک.

مجھے حلف دو کہ واقعی تم اسی لیئے بیٹھے ہو!

قالو ا آللہ ما اجلسنا الا ذلک.

انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم۔۔۔ہمارا آج کا جلسہ فقط اسی لیئے ہے۔

قال اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم.

آپ نے فرمایا، بات یہی ہے کہ میں نے تم پر الزام لگانے کے لیے تم

سے حلف نہیں لیا۔۔۔ بلکہ اس جلسہ کی عظمت کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرات۔۔۔ ذرا توجہ چاہوں گا!۔۔۔ حدیث پاک کے ان مذکورہ جملوں کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں!۔۔۔ سرکار کائنات ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بار بار دریافت کرنا اور پھر ان سے حلف لینا۔۔۔ لاعلمی کی بناء پر نہ تھا۔۔۔ بلکہ ایسے جاہلوں کا رد کرنا مقصود تھا، جو اس مؤقف کے حامی ہے کہ اگر پتہ ہوتا تو پوچھتے کیوں؟۔۔۔ نادانو!۔۔۔ حضور اکرم ﷺ نے یہاں صحابہ کرام کے اس جلسے کی غرض وغایت اس لیئے دریافت فرمائی کہ آج یہ جلسہ میلاد یہاں ہو رہا ہے۔۔۔ کل کلاں میرے ہر عاشق، محب اور نیاز مند نے بھی اسے منعقد کرنا ہے۔۔۔ ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوگی۔۔۔ آپ قیامت تک آنے والے اپنے ہر غلام کو دلیل فراہم کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اس لیے پوچھا:۔۔۔ کہ صحابہ تم خود بول کر بتادو۔۔۔ تاکہ جو جواب تم دو گے وہی جواب ہر کسی کا ہو جائے گا۔۔۔ لہٰذا اگر میرا میلاد منانے والے غلاموں پر تنقید ہوئی۔۔۔ اور ان کو مشرک اور بدعتی بنایا گیا۔۔۔ تو وہ تمہاری طرف اشارہ کر کے ببانگ دہل، سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہہ سکیں گے کہ۔۔۔ نادانو!۔۔۔ ہم پر فتوے کیوں لگاتے ہو۔۔۔ ہمارا کوئی قصور نہیں۔۔۔ کیونکہ

ہم فرض محبت ادا کر رہے ہیں

کسی کی ادا کو ادا کر رہے ہیں

معزز حضرات، توجہ فرمائیں!۔۔۔اپنے غلاموں کا جواب پا کر۔۔۔حلف لینے کی حقیقت بتا کر۔۔۔میرے آقا بولنے لگے۔۔۔حکمت کے موتی رولنے لگے۔۔۔سخاوت کے دریا بہانے لگے، اور اپنے غلاموں کو جلسۂ میلاد کی عظمتوں سے آشنا فرمانے لگے: آپ نے ارشاد فرمایا:

والله اتانی جبریل علیه السلام فاخبرنی

میرے غلامو!۔۔۔بات یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین آیا ہے۔۔۔اک پیغام لایا ہے۔۔۔صحابہ کرام نے پوچھا ہوگا، یارسول اللہ! وہ پیغام آپ کے نام آیا ہے۔۔۔فرمایا ہوگا:۔۔۔کہ میرے نام تو آتا ہی رہتا ہے۔۔۔دیوانو!۔۔۔آج پیغام تمہارے نام آیا ہے۔۔۔

میرا ذوق کہتا ہے کہ صحابہ مچل گئے ہوں گے۔۔۔حضرات!۔۔۔ان کی خوشی کی انتہا، نہ رہی ہوگی۔۔۔بڑی ہی بے تابی کے ساتھ عرض گذار ہوئے ہوں گے۔ یارسول اللہ!۔۔۔وہ پیغام کیا ہے ذرا سنائیں تو سہی؟ تو لب نبوت وا ہوئے۔۔۔زبان رسالت گویا ہوئی:

ان الله عزوجل يباهي بكم الملائكة

غلامو!۔۔۔مژدہ باد!۔۔۔تم یہاں میری آمد پر خوشیاں کر رہے ہو۔۔۔وہاں تمہارا خدا تمہاری اس بزم پر فرشتوں کے سامنے خوشی کا اظہار فرمارہا ہے۔

مسلمانو!۔۔۔ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی۔۔۔
صحابہ کو پسند ہے۔۔۔جبریل کو پسند ہے۔۔۔مصطفیٰ کو پسند ہے۔۔
اور۔۔۔خود خدا کو پسند ہے۔اور
میلاد منانے والوں پر خدا بھی خوش۔۔۔ملائکہ بھی خوش۔۔۔اور پیارے آقا بھی خوش ہیں۔۔۔اگر اس وجہ سے دو آدمی ناراض ہو جائیں تو ہمیں کیا نقصان۔۔۔کیونکہ:

خدا خوش ہے، نبی خوش ہیں، بشر خوش ہیں، ملک خوش ہیں
سبھی خوش ہیں کہ دنیا میں رسول نامدار آیا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول اکرم ﷺ کی رحمت و برکت سے یہ رونقیں۔۔ یہ بہاریں۔۔۔یہ جلسے۔۔۔یہ محفلیں۔۔۔یہ جشن میلاد کے مختلف پروگرام ہوتے رہیں گے۔۔۔اور مخالفین بغض کی آگ میں جلتے رہیں گے۔۔۔کسی نے کیا خوب کہا ہے:

آمنہ کے پالے کا، کالی کملی والے کا
جشن ہم مناتے ہیں، جلنے والے جلتے ہیں

اور ہمارا نعرہ ہے کہ انشآء اللہ العزیز:

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی
جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہلسنّت کو آباد رکھے
یہ جشنِ میلاد ہوتا رہے

بارگاہ خداوندی میں عاجزانہ دعا ہے کہ
وہ ہمارا ذوق وشوق اور عقیدت والفت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے!
اور ہمیں رسول اکرم ﷺ کی مبارک تعلیمات اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔آمین۔۔۔

بحرمت سیدالمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

وما علینا الا البلاغ المبین

نعت رسول کریم ﷺ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے
جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں


الحمد لله رب العالمين

﴿موضوع﴾

ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ

حضور حق ہیں خدا کی نعمت واما بنعمة ربک فحدث
یہ فرمان مولا پہ عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من کان نبیاوآدم بین الطین والمآء وعلی جمیع المرسلین والانبیاء خصوصاً علی آل سیدالمرسلین واصحابہ وازواجہ وذریتہ وامتہ جمیعاً. اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ووالدوما ولد. (البلد، ۳)

صدق اللہ مولٰنا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یاسیدی یاحبیب اللہ

حاضرینِ محفل، برادرانِ اہلسنّت، ادب خوردگانِ نگاہ محبت، بادہ کشانِ خم خانۂ ذکرِ ولادت!۔۔۔

آج ہم سب، اپنے آقا۔۔۔ دو جگ کے داتا۔۔۔ والیٔ بطحا۔۔۔ شبِ اسریٰ کے دولہا۔۔۔ امام الانبیاء۔۔۔ شہہِ ہر دوسرا۔۔۔ احمد مجتبیٰ۔۔۔ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ولادتِ مقدسہ، بعثتِ مبارکہ اور آمدِ پاک کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت ہے، اور محض اللہ رب العالمین کے فضل اور آقائے رحمۃ للعالمین کی رحمت سے ہی یہ برکت نصیب ہوئی ہے، ورنہ کتنے ہی ایسے تیرہ بخت ہیں، جو اس ذکرِ ولادت اور محفل میلاد سے الرجک ہیں۔ اسے شرک و بدعت کے نجس فتووں سے یاد کرتے ہیں، اور وہ ہم اہلسنّت سے فقط اسی لیئے خفا ہیں کہ ہم اپنے آقا کا ذکرِ میلاد کرتے ہیں۔

وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کام قرآن و حدیث اور عمل صحابہ سے ثابت ہے؟ ہم کہتے ہیں:۔۔۔ الحمدللہ ہم تو یہ ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ ذکرِ میلاد قرآن و حدیث اور اعمال صحابہ سے۔۔۔ بلکہ اگر تم کہو تو تمہارے بڑوں کی کتابوں سے بھی ثابت کر سکتے ہیں۔

لیکن ہمارا ڈنکے کی چوٹ اعلان ہے کہ تمہارے فتوے قرآن کے بھی خلاف ہیں۔۔۔ حدیث کے بھی مخالف ہیں۔۔۔ صحابہ کرام کے بھی برعکس ہیں۔۔۔ امت کے جلیل القدر مسلمہ شخصیات کے بھی متضاد ہیں۔۔۔ حتیٰ کہ تمہارے باوے بھی ان فتووں کی زد سے نہیں بچ سکتے۔۔۔ اسی لیے تم اپنے فتووں سے توبہ کرلو، اور سچے دل سے ذکرِ میلاد کا اقرار کرلو!

الحمدللہ!...... ہمارے پاس قرآن و سنت اور صحابہ کرام اس کے نا قابل تردید، ٹھوس اور ایسے پختہ دلائل ہیں کہ کوئی مائی کا لال ان کا انکار نہیں

کر سکتا۔۔۔حوالہ جات ہم عرض کر دیتے ہیں، آگے ماننا، نہ ماننا اپنی قسمت کا معاملہ ہے:

مانو نہ مانو جان من اختیار ہے
ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں

ذکر میلاد قرآن میں:

سامعین کرام! ہمارا دعویٰ ہے کہ

میلاد کا ذکر پہلے قرآن نے کیا۔۔۔پھر سارے جہان نے کیا:

ذکر ولادت مصطفےٰ ﷺ پہلے رب نے کیا۔۔۔پھر ہم سب نے کیا:

سنیے!۔۔۔قرآن اعلان کر رہا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ووالدٍ وما ولد. (البلد،۳)

قسم ہے والد کی اور جو پیدا ہوا، اس کی قسم۔

یہاں دوٹوک، واضح لفظوں میں، صراحت کے ساتھ والد اور مولود دونوں کی قسم کا ذکر ہے۔۔۔لیکن کون والد اور کون مولود؟

اس بات کو سمجھنے کے لیے اسی سورۃ البلد کی پہلی دونوں آیتیں بھی تلاوت کر لیں۔۔۔سورت کا آغاز یوں ہوتا ہے:

لا اقسم بهذا البلد

مجھے اس (شہر مکہ) کی قسم!

وانت حل بھذا البلد

درحالیکہ اے محبوب! تم یہاں تشریف فرما ہو

یعنی شہر مکہ کی قسم اس کے دیگر امتیازی امور کی وجہ سے نہیں۔۔۔ بلکہ محبوب کی ا
جائے سکونت ہونے کی وجہ سے ہے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ شہر کی قسم نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے۔

اس کے بعد فوراً ارشاد فرمایا:

ووالدوماولد۔۔۔ والد اور مولود کی قسم!

لیکن یہ والد اور مولود کون ہیں، تو سابقہ آیت میں "انت" کی ضمیر
اس ابہام کو دور کیے دیتی ہے کہ اے محبوب! یہاں میں تمہاری بات کر رہا ہوں۔ یعنی

جس شہر کی قسم ہے۔۔۔ وہ شہر بھی تیرا
جس والد کی قسم ہے۔۔۔ وہ والد بھی تیرا
اور جس ولادت کی قسم ہے۔۔۔ وہ ولادت بھی تیری ہے

تو گویا ان آیات کا معنی یہ بن گیا

اے محبوب! مجھے تیرے شہر کی قسم۔۔۔ تیرے والد کی قسم۔۔۔ اور

تیرے میلاد کی قسم!

خدا اپنے محبوب کے میلاد کی قسم فرماتا ہے اور ملاں اس پر فتوے لگاتا ہے،

ع شرم اس کو مگر نہیں آتی

آیت کی تفسیر:

حضرات محترام!۔۔۔کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان آیات کی یہ تفسیر میں اپنی طرف سے کررہا ہوں، آؤ تمہیں عرض کردوں کہ یہ تفسیر آج صرف میں ہی بیان نہیں کررہا۔۔۔امت کے جلیل القدر مفسرین نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے: مثلاً

بیہقی وقت، حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المراد بالوالد آدم و ابراھیم علیھما السلام

اس آیت میں والد سے مراد سیدنا آدم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہما السلام ہیں

اوای والد کان۔۔۔

یعنی یہاں صرف وہی نہیں بلکہ تمام آباؤ اجداد مراد ہیں

یعنی لفظ والد کے ضمن میں آپ کے تمام آباؤ اجداد اور پورے نسب کا ذکر ہے

تو گویا اللہ نے والد فرما کر سیدنا عبداللہ سے لے کر سیدنا آدم علیہ السلام تک، آپ کے ہر والد کی قسم ارشاد فرمائی ہے:

اور وما ولد سے کون مراد ہے؟۔۔۔فرماتے ہیں:

وما ولد محمد ﷺ

اس سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے:

ووالد وما ولد ۔۔۔فرما کر سرکار کریم ﷺ کے آباؤ واجداد کی بھی قسم فرمائی ہے اور آپ کے میلاد کی بھی۔

سامعین محترم!۔۔۔نادان لوگ تعصب کی عینک لگا کر قرآن پڑھتے ہیں۔۔۔ اس لیئے انہیں عظمت وشانِ مصطفیٰ اور ذکرِ میلادِ پاک نظر نہیں آتا۔۔۔اگر وہ لوگ گروہ بندی کے بجائے حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے دیکھیں۔۔۔ تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ نے انبیاء سابقین کا ذکر کیا اور فقط ان کے ذکرِ ولادت۔۔۔اور تخلیق و پیدائش تک ہی محدود رکھا۔

لیکن جب اپنے حبیب کی باری آئی۔۔۔نجیب وقریب کی باری آئی ۔۔۔تو انداز بدل دیا۔۔۔آپ کا ذکر ایک امتیازی شان کے ساتھ کیا۔۔۔ اور آپ کی نسبت کی وجہ سے نہ صرف شہرِ ولادت کی قسم فرمائی۔۔۔بلکہ آپ کے آباء واجداد اور مبارک میلاد کی بھی قسم فرما کر دنیا والوں کو بتا دیا کہ جس طرح میرا محبوب اپنی باقی صفات میں بے مثال ہے، ایسے ہی اپنی ولادت

مقدسہ میں بھی لاجواب ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا
نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا
ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

ذکر میلاد زبان رسالت سے:

محترم حضرات!۔۔۔ قرآن ہی ذکر میلاد کا ناشر نہیں۔۔۔ بلکہ صاحب میلاد، سرکار کائنات نے بھی اپنی زبان مقدس سے بھی یہ نغمۂ جانفزا چھیڑا تھا۔۔۔ تاکہ غلاموں کے لیے ذکر میلاد محبوب کی سنت بن جائے۔ چند مقامات آپ کے گوش گزار کرتا ہوں، سنیے! اور قلب وجان کے لیے تسکین وطمانیت کا سامان کیجیے!۔۔۔ سماعت فرمائیں!۔۔۔

پہلی حدیث:

حضرات گرامی!۔۔۔ ایک وقت تھا۔۔۔ جب سرکار رسالت ﷺ کے لب وحی یوحیٰ واہوئے۔۔۔ کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی وما ینطق عن الھوی زبان متحرک ہوئی۔۔۔ میرے آقا نے اپنی ولادت مقدسہ کو

من کرامتی علیٰ ربی انی ولدت مختوناً۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۴۵)

لوگو!۔۔۔میرے خدا نے مجھے کئی امتیازات واعزازات سے نوازا ہے۔۔۔ ان کرامتوں میں سے ایک شرافت واکرامت یہ بھی ہے۔۔۔کہ جب میری ولادت ہوئی تو اس وقت میں قدرتی طور پر ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھا۔

دوسری حدیث:

سامعین کرام!۔۔۔مزید سنیے !اسی طرح کا ایک جانفزا، روح پرور اور بہار آفریں لمحہ تھا۔۔۔صحابہ کرام بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت تھے۔۔۔میرے آقا نے ارادہ فرمایا کہ ان کے سامنے اپنی اولیت، تخلیق، پیدائش اور ولادت کے ابتدائی امور کا ذکر سناؤں۔

تاکہ غلاموں کو سند مل جائے کہ ذکر میلاد اور آمد مصطفیٰ کی یاد کے لیے خطیب کا ہونا۔۔۔مجمع کا اہتمام۔۔۔اور ذکر میلاد کا پروگرام۔۔۔یہ سب کچھ نہ صرف درست ہے۔۔۔بلکہ رسول اکرم کی سنت ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عن رسول اللہ ﷺ انہ قال

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

یعنی صحابہ کے مجمع میں خطاب فرمایا۔

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی

طینتہ

بے شک میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا

جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

وسا خبرکم باول امری۔۔۔

صحابہ! میں تمہیں اپنے ابتدائی امر کی خبر دیتا ہوں!

سنو! میں کتنی شان ورفعت کے ساتھ آیا۔۔۔میری آمد کا کس قدر اہتمام ہوا۔

سن لو! ۔۔۔دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ۔

میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا بن کر آیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت بن کر آیا

ہوں۔

صرف یہی نہیں ۔۔۔مزید سنو!۔۔

ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی

اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو اس نے مجھے جنم دیتے وقت

دیکھا تھا۔اور وہ یہ تھا کہ

وقد خرج لھا نور۔

میری والدہ کے لیے ایک عظیم نور خارج ہوا۔

اضآء لہا منہ قصور الشام۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

محلات اور درودیوار روشن ہو گئے تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر ملک شام کی گلیاں اور بازار دیکھ لیے۔

نگاہ مصطفیٰ ﷺ کا کمال:

حضرات!۔۔۔ یہاں آپ کے ذوق ایمان اور عقیدہ کی پختگی کے لیے ایک بات ضرور کہوں گا۔ میرا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ اسے کہے بغیر آگے گذر جاؤں۔

اور وہ یہ ہے کہ جس محبوب کی ولادت کی وجہ سے ایک اتنا عظیم الشان نور نکلا کہ جس کی بدولت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے لیے دور دراز کے علاقے روشن ہو گئے اور انہوں نے بند کمرے میں بیٹھ کر وہاں تک دیکھ لیا۔۔۔ اب اپنے ایمان سے پوچھیئے کہ اگر ایک نور ملے تو اتنی دور تک دیکھا جا سکتا ہے۔ تو جو محبوب نور علی نور ہو۔۔۔ اسکی نگاہ مقدس کہاں تک دیکھتی ہو گی؟۔۔۔ میرے نبی کے غلامو!۔۔۔ ہمارا ایمان ہے۔۔۔ کہ اگر والدہ ایک نور کی روشنی میں ملک شام تک دیکھ سکتی ہے۔۔۔ تو خود محمد مصطفیٰ سراپا نور ہو کر فرش زمین پر جلوہ فرما ہو کر عرش بریں سے آگے تک دیکھ سکتے ہیں۔

خدا ہی جانے جلوہ جاناں کہاں تک ہے

وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ذکر میلاد مجمع صحابہ میں حضور نے خود کیا تھا۔

تیسری حدیث:

سامعین کرام!......ایک اور نظارہ کیجیے! ارشاد محبوب کے جلووں کا۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب واقعہ کے راوی ہیں:

ہوا یوں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے نسب پاک پر کسی جانب سے کوئی اعتراض، تنقید اور نفرت آمیز بات سنی......ظاہر ہے ایسی باتیں دیوانوں کو کب برداشت ہوئی ہیں۔۔۔وہ چلے اور سیدھے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے۔۔۔آکر ماجرا عرض کیا، کہ سرکار!۔۔۔فلاں لوگ آپ کے پاکیزہ نسب پر معترض تھے۔۔۔اس پر ڈھول اڑا رہے تھے۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنے نسب کی طہارت اور اپنی تخلیق و ولادت کے متعلق خطبہ دینے کے لیے

صحابہ کا مجمع لگا لیا۔۔۔منبر منگوالیا۔۔۔جب محفل و جلسہ کا پورا انداز بن گیا

... علی المنبر ...

تو پھر کیا ہوا؟ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

اور فرمایا: من انا؟۔۔۔

لوگو!۔۔۔ بتاؤ مجھے جانتے ہو۔۔۔ میں کون ہوں؟

جب سوال ہوا تو مجمع میں ہل چل پڑ گئی، ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔ حرکت ہونے لگی۔۔۔ اسیران زلف دوتا اور دیوانگان چہرۂ والضحیٰ نے بغیر کسی توقف کے، اپنے آقا کی رسالت کا یوں نعرہ لگایا:

فقالوا انت رسول الله ﷺ

وہ عرض گذار ہوئے آپ اللہ کے رسول ہیں۔

غلاموں کا یہ جواب سن کر، اپنے نورانی نسب مبارک کو بیان فرمانے کے لیے آپ خود گویا ہوئے، آپ نے اعلان فرمایا: میرے نسب پر اعتراض کرنے والو! گوش ہوش سے سنو! جو جانتا ہے وہ مزید یقین کر لے اور جو نہیں جانتا وہ دل کے دریچے کھول کر۔۔۔ دل کے کانوں سے سن لے۔۔۔ میرا نسب کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔۔۔ مجھے دنیا جانتی ہے

قال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب.

سنو! میں محمد ہوں میرا باپ عبداللہ ہے اور میرا دادا عبدالمطلب ہے۔ اگر کوئی شبہ رہ گیا ہے تو آؤ مزید کھول دوں۔ اور ابتدائے خلق سے لے کر اب

تک کی بات سنا دوں۔۔۔ مجھے ہر دور میں عظمت وشان سے ہی نوازا جاتا رہا ہے۔

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی، تو مجھے ان میں بہترین مخلوق میں رکھا

ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ

پھر اس مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا، تو جو ان دونوں میں بہتر اور اعلیٰ حصہ تھا، میرے خدا نے مجھے اس اعلیٰ حصے میں بنایا

ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ

پھر رب العالمین نے انہیں قبیلوں میں تقسیم کیا۔۔۔ لیکن یہاں بھی اس نے مجھ پر یہ فضل فرمایا کہ مجھے سب سے اعلیٰ قبیلہ عطا فرمادیا

ثم جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً

اس کے بعد گھروں کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔ مخلوق کو گھر بانٹے اور کائنات کا جو سب سے اعلیٰ گھرانہ تھا۔۔۔ خدا نے مجھے وہ گھرانہ عطا فرمایا۔

پس سن لو! اور یقین کرلو!

فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتاً.

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

میں ساری کائنات اور ساری مخلوق میں ذات کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔۔۔اور گھرانے کے لحاظ سے بھی سب سے اعلیٰ ہوں۔

محترم سامعین!۔۔۔اب اگر کوئی جان بوجھ کر اندھا ہو جائے۔۔۔ اور اس کی بدبختی اس پر غلبہ پالے تو الگ بات ہے۔۔۔ورنہ کائنات میں صرف آج ہی نہیں۔۔۔بلکہ صبح ازل سے شام ابد تک رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے بھی سب سے افضل ہیں اور آپ کا گھرانہ بھی سب گھرانوں سے افضل واعلیٰ ہے۔۔۔جس طرح آپ خود بے مثل ہیں۔۔۔اسی طرح آپ کا گھرانہ بھی بے مثل ہے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا:

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا
ترے خالقِ حسن وادا کی قسم

صحابہ کرام کی شرکت:

محترم حضرات!۔۔۔اگر اس مضمون کی تمام روایات کو ذکر کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔چونکہ مقصود روایات کا احاطہ نہیں۔۔۔بلکہ صرف نمونہ دکھانا ہے۔۔۔اس لیئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں

کہ۔۔۔

ذکرِ ولادت نبوی کا فرحت بخش نغمہ۔۔۔صرف قرآن اور حضور کے فرمان میں ہی نہیں ہے۔۔۔بلکہ صحابہ کرام ﷡ نے بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔۔۔جب کبھی موقع ملتا۔۔۔خلوت وجلوت۔۔۔انفرادی واجتماعی طور پر۔۔۔بغیر تداعی کے۔۔۔اور اہتمام وانتظام کیساتھ بھی۔۔۔ ہر طرح اور ہر انداز میں ان سے ذکر میلاد کا ثبوت موجود ہے۔بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ خود صاحب میلاد نہ صرف اس ذکر مبارک میں ان کے ساتھ مل کر اس کی برکتوں میں اضافہ فرماتے اور کبھی موج میں آکر "محفل ذکر میلاد" میں خطاب باصواب سے بھی نوازتے۔

تفصیل کے لیے تو اس بندۂ ناچیز کی کتاب، "آؤ میلاد منائیں" دیکھی جاسکتی ہے، سردست صرف ایک دو مجلسوں کا ذکر حاضر خدمت ہے۔توجہ فرمائیں!۔۔۔تصور کریں۔۔۔

حجرۂ عائشہ صدیقہ ہے۔۔۔بیان کرنے والی بھی ہماری اور تمہاری روحانی، ایمانی اسلامی ماں۔۔۔حضرت صدیقہ کائنات ہی ہیں۔۔۔آپ ارشاد فرماتی ہیں، اور اپنے روحانی بیٹوں کو ذکر میلاد کی سند عطا فرماتی ہیں۔۔۔

آپ کا بیان ہے

تذاکر رسول اللہ ﷺ وابو بکر رضی اللہ عنہ میلاد ھما عندی۔

(طبرانی کبیرج۱ص۵۸)

میرے بیٹو! سنو!۔۔۔ میں بھی تھی، میرے باپ سیدنا ابوبکر بھی تھے اور نبیوں کے سردار، رسولوں کے تاجدار، احمد مختار، سید الابرار، میرے سر کے تاج، تمہارے رسول پاک بھی تشریف فرماتے، میں دیکھ رہی تھی کہ سیدنا صدیق اکبر اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میرے سامنے اپنے اپنے میلاد کا ذکر کر رہے تھے۔

کیا معنیٰ؟۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ کبھی محبوب پاک ﷺ اپنے میلاد کا ذکر کرتے اور صدیق اکبر سنتے تھے۔۔۔ اور کبھی ابوبکر صدیق اپنے میلاد کا تذکرہ کرتے تو محبوب کریم سماعت فرماتے تھے۔

سامعین کرام! ثابت ہوا کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرنا حضور کی سنت ہے اور اس ذکر کو سننا صدیق اکبر کی سنت ہے۔

سنو! تمہیں مبارک ہو، تم ذکر میلاد سنتے بھی ہو۔۔۔ اور سناتے بھی ہو۔۔۔ یعنی کبھی محبوب کی سنت اپناتے ہو اور کبھی صدیق کی سنت دہراتے ہو۔

ذکر میلاد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محترم سامعین! جو روایت میں نے پیش کی ہے، جسے سیدہ عائشہ

صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اس میں یہ جملہ قابل توجہ ہے

تذاکر رسول اللہ ﷺ وابوبکر میلاد ھما عندی

میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق دونوں نے اپنے اپنے میلاد کا ذکر کیا تھا۔

یعنی صرف میلاد مصطفےٰ کا ہی ذکر نہ ہوا بلکہ میلاد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ثابت ہوگیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں منکرین ذکر میلاد سے کہ تم تو حضور کے ذکر میلاد کو بند کروانا چاہتے ہو۔۔۔ میرے آقا نے تو ذکر میلاد صدیق اکبر کا بھی اجراء کردیا ہے۔

بولو! اب کیا کرو گے۔

ہم اہلسنّت وجماعت اس پوری روایت کو مانتے ہوئے جہاں حضور اکرم ﷺ کا میلاد مناتے ہیں وہاں سیدنا صدیق اکبر کی بھی یاد مناتے ہیں۔۔۔ ہم دوطرفہ فیض پاتے ہیں اور دونوں کی غلامی کا حق ادا کرتے ہیں۔

والحمدللہ علیٰ ذالک

ماں کا طریقہ:

محترم حضرات!۔۔۔ اگر آپ کی طبیعت مائل اور ذہن حاضر ہے۔۔۔ تو ... بھی ... ذکر میلاد فقط حضرت رسول انور اور صدیق اکبر تک

ہی محدود ہی نہیں۔۔۔ بلکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس ذکر کو سماعت فرماتی ہیں۔۔۔اور پھر اس کو چھپاتی نہیں۔۔۔ بلکہ اپنی روحانی اولاد کو بتا رہی ہیں کہ ذکر میلاد کی ایک گواہ میں بھی ہوں۔۔۔

معلوم ہوا ہماری روحانی ماں بھی ذکر میلاد کی قائل ہیں۔۔۔سنو!۔۔ تم بڑے خوش نصیب ہو، اپنی ماں کے نقش قدم پر تو چل رہے ہو۔۔۔اور وہ لوگ جو دن رات میلاد مبارک کی دشمنی میں آپے سے باہر ہوتے رہتے ہیں ۔۔۔میں انہیں کہوں گا۔۔۔شرم کرو۔۔۔ہماری نہیں مانتے نہ مانو۔۔۔اپنی ماں کی تو مان جاؤ۔۔۔حاضرین کرام!۔۔۔فیصلہ ہو گیا کہ جو تو ماں کا نافرمان بیٹا ہو گا وہ ذکر میلاد کر نہیں سکتا اور جو فرمانبردار ہو گا وہ اس ذکر سے رک نہیں سکتا۔اب فیصلہ آپ خود کر لیں! کہ غدار کون ہے اور تابعدار کون؟

ذکر میلاد تمام صحابہ کی سنت:

حاضرین محفل، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی ذکر میلاد کی حامی نہیں، حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اس کے مؤید و عامل ہیں۔

سیرت نبوی اور تاریخ اسلام کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ غزوۂ تبوک، غزوات نبویہ میں ایک مشہور و معروف غزوہ ہے جسے جیش

العسرۃ'' بھی کہتے ہیں، اس غزوہ کی تیاری میں حضرت عثمان غنی نے خصوصیت سے حصہ لیا، اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی بڑے ایثار کا ثبوت دیا۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی تیس ہزار کی جمعیت تھی، اہل تبوک نے جزیہ پر آپ سے صلح کر لی، آپ ﷺ وہاں بیس روز قیام پذیر رہے۔ (سیرت رسول عربی ص ۲۲۲)

سیدنا حزیم بن حارثہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ

جب رسول کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو میں اسلام میں داخل ہوا۔۔۔ اس وقت میں نے سنا کہ رسول اللہ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے عرض کیا:

یارسول اللہ انی ارید امتدحک

یارسول اللہ آج میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی نعت خوانی کا شرف حاصل کروں۔۔۔ میں آپ کی نعت پڑھنا چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن ارادہ یہ ہے کہ آپ کو سامنے بیٹھا کر نعت سناؤں!

معلوم ہوا صحابہ کرام نعتیں پڑھا کرتے تھے۔۔۔ آج یہ نعت خوانی کا سلسلہ ہم نے شروع نہیں کیا۔۔۔ بلکہ چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے۔۔۔ اور قیامت کے بعد بھی قائم رہے گا۔

حضرت عباس اجازت مانگ رہے ہیں، میرے آقا نے سوال سنا تو ناراض نہیں ہوئے۔۔۔نہ ہی یہ فرمایا کہ تعریف صرف اللہ کی کرو۔۔۔میری نعتیں کیوں پڑھتے ہو۔۔۔حمد الٰہی ہی کافی ہے۔۔۔نہیں، بلکہ آپ نے اجازت بھی دی اور ساتھ دعا بھی فرمادی۔۔۔ارشاد فرمایا:

قل لایفضض اللہ فاک۔۔۔

ہاں، ہاں، کیوں نہیں ضرور پڑھو میری نعت۔۔۔اللہ تمہارے منہ کو محفوظ رکھے۔۔۔حضرات!۔۔۔میری نعت خوانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ صرف خلوص وللہیت اور ثواب و آخرت کے لیے نعت پڑھا کریں، پھر دیکھیں، حضور اکرم کی اس دعا کی برکتیں اللہ انہیں بھی ضرور عطا فرمائے گا، **انشآء اللہ العزیز**

اب وہ نعتیہ اشعار بھی سن لیں، جو حضرت عباس نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے عرض کیا تھا، وہ تقریباً آٹھ اشعار ہیں، انہیں سر کے کانوں سے نہیں دل کے کانوں سے سنیں۔۔۔اپنے سینوں کو عشق رسالت سے معمور کریں۔۔۔اور پھر اندازہ کریں کہ صحابہ کرام کس کس انداز میں میلاد رسول کے تذکرے۔ چرچے۔۔۔اور جلسے کرتے تھے۔

اشعار یہ ہیں، حضرت عباس عرض کرتے ہیں:

من قبلها طبت في الظلال وفي

مستودع حيث يخصف الورق

یارسول اللہ! آپ یہاں تشریف فرما ہونے سے پہلے جنت کے گھنے، سایوں میں پاکیزگی کے ساتھ جلوہ فرما تھے۔۔۔ جبکہ جسموں پر ابھی پتے لپیٹے جا رہے تھے۔ یعنی سیدنا آدم علیہ السلام جس وقت جنت میں اپنے جسم مبارک پر جنتی پتے لپیٹ رہے تھے۔۔۔ آپ اس سے بھی پہلے جنت کی پر شکوہ بہاروں میں جلوہ گر تھے۔

ثم هبطت البلاد لا بشر

انت ولا مضغة ولا علق

یارسول اللہ! پھر آپ نے خدا کے ان شہروں۔۔۔ یعنی دنیا کی طرف نزول فرمایا۔۔۔ اس وقت آپ نہ بشر تھے۔۔۔ نہ گوشت کا ٹکڑا تھے۔۔۔ اور خون کا لوتھڑا تھے۔

حضور!۔۔۔ بشر، مضغہ اور علق ہونے کی یہ منزلیں آپ نے بہت بعد میں طے کی ہیں، درحقیقت آپ نہ بشر تھے۔۔۔ نہ مضغہ وعلقہ تھے۔۔۔ بلکہ اُس عالم میں نور ہی نور تھے

سامعین کرام! آج اگر ہم یہ باتیں کہیں تو یار لوگ فتووں کی مشین گن

کھول دیتے ہیں۔۔۔لیکن ہمیں ان کے فتووں کی کوئی پرواہ نہیں۔۔۔وہ سارے مل کر اپنے سر بھی پٹختے رہیں، عاشقانِ مصطفیٰ ہر حال میں اپنے آقا کی عظمت کے گیت گاتے رہیں گے اور حقیقت و نورانیت کے باطل سوز نعرے لگاتے رہیں گے۔

لاکھ مرجائیں سر پٹک کے حسود
ہم نہ چھوڑیں گے محفلِ مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں
جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔آمین

حضرات گرامی قدر!۔۔۔میں آپ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار سنا رہا تھا۔۔۔دو شعر آپ نے سن لیے، اب سنیے! تیسرا شعر۔۔۔

عرض کرتے ہیں:۔۔۔یارسول اللہ!۔۔۔آپ بشر دمضغہ وعلقہ نہ تھے تو کیا تھے؟

بل نطفة تركب السفين وقد
ألجم نسرا واهله الغرق

حضور!۔۔۔آپ ایک نطفہ کی صورت میں کشتی نوح پر سوار تھے۔۔۔جو

بشریت اور اس کے بچاری مشرکوں کو غرق کر رہی تھی۔

تنقل من صالب الی رحم
اذا مضی عالم بدا طبق

آپ ایک پشت سے ایک رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔۔۔جب کہ دنیائے جہاں میں صدیوں کی صدیاں بیت گئیں۔

وردت نار الخلیل مستتراً
فی صلبه انت کیف یحترق

آپ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت میں چھپے تھے۔۔جب انہیں آگ میں ڈالا گیا۔۔بھلا جس کی پشت میں آپ ہوں۔۔اسے آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

حتی احتوی بیتک المهیمن من
خندف علیاء تحتها النطق

حتی کہ آپ کے معظم گھر نے خندف کو گھیر لیا۔۔۔جس کے آگے فلک بوس پہاڑ بھی سرنگوں ہیں۔

حاضرین کرام! ان اشعار کے بعد اب اس قصیدہ کے آخری دو اشعار پر مزید غور اور توجہ فرمائیں!۔۔۔تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ واقعی یہ "میلاد مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ" تھا۔سیدنا عباس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

وانت لما ولدت أشرقت الأر

ض وضاءت بنورك الافق

یارسول اللہ! جب آپ کا میلاد ہوا تو زمین چمک اٹھی۔۔۔اور سارا جہان روشن ہوگیا۔سبحان اللہ!۔۔۔یہ ذکر میلاد نہیں۔۔۔تو کیا ہے؟۔۔۔سارا جہاں نور علی نور ہوگیا۔۔۔میلاد پاک پر۔۔۔اہلسنّت بھی تو یہی کہتے ہیں:۔

نور ازلی چمکیا غائب ہنیرا ہوگیا

کملی والا آگیا تھاں تھاں سویرا ہوگیا

معلوم ہوا!۔۔۔صحابہ کا اور اہلسنّت کا عقیدہ ایک جیسا ہی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ!۔۔۔

فنحن فی ذلک الضیاء وفی

النور وسبل الرشاد نخترق

(دلائل النبوۃ ج۵ص۶۷،الشفاء جزءاص۱۰۰)

پس ہم اس چمک اور نور میں آج بھی ہدایت کے راستے تلاش کر رہے ہیں۔

یعنی آج بھی اسی نورِ مبارک سے لوگوں کو ہدایت مل رہی ہے۔۔۔اور یہ جنتی راستہ پر گامزن ہیں۔

حضرات!۔۔۔یاد رہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار دیوبندیوں

اور غیر مقلدوں کے امام ابن قیم نے زادالمعاد ج ۳ ص ۴۷۰ پر۔۔۔اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے نشر الطیب ص ۸، ۹ پر۔۔۔نواب صدیق بھوپالوی وہابی نے الشمامۃ العنبر یہ ص ۱۰ پر، اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے عبداللہ نے مختصر سیرت الرسول ص ۳۰ پر بھی بیان کیئے ہیں۔

جس سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر میلاد اور محفل میلاد کا یہ اہتمام، انصرام انتظام، پروگرام آج صرف ہم اہلسنّت ہی نہیں کر رہے بلکہ سب سے پہلے یہ پروگرام مدینے میں ہوا تھا اور پھر ہر سنی کے سفینے میں ہوا ہے۔

انشاء اللہ العزیز!۔۔۔جب تک اہلسنّت وجماعت موجود ہیں۔۔۔یہ محلفیں ہوتی رہیں گی۔۔۔برکتیں ملتی رہیں گی۔۔۔سعادتیں بڑھتی رہیں گی۔۔۔شقاوتیں جاتی رہیں گی۔۔۔رحمتیں چھاتی رہیں گی۔۔۔ اور زحمتیں مٹاتی رہیں گی۔

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ ہمارا یہ ذکر قبول ہو، اور ہمیں دارین کی عزتیں اور برکتیں نصیب ہوں۔۔۔آمین بحرمت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم. وما علینا الاالبلاغ المبین۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

نعت مصطفیٰ ﷺ

جہاں میں عید مناؤ حضور آئے ہیں
خوشی کے گیت سناؤ حضور آئے ہیں

فلک فلک کے ستاروں نے جگمگا کے کہا
قدم قدم پہ بہاروں نے گنگنا کے کہا
چمن چمن میں نظاروں نے مسکرا کے کہا
دھنک دھنک کی قطاروں کی کھل کھلا کے کہا
وفا کے دیپ جلاؤ حضور آئے ہیں

وہ جن کے نور سے روشن ہوئے ہیں لوح و قلم
وہ جن کے حسن کی فرماتا ہے کبریا بھی قسم
وہ جن کا لطف و کرم ہے خدا کا لطف و کرم
وہ جن کے در کے گدا ہیں شہان عرب و عجم
راہوں میں آنکھیں بچھاؤ حضور آئے ہیں


محمد رسول اللہ

﴿موضوع﴾

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ

ذکر سب پھیکے ہیں جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی (ﷺ)

الحمد لله ذی المجد والعلاو الصلوٰة والسلام علی

خاتم الانبیاء سیدنا ومولانا وملجانا وماوانا محمد ن

المصطفیٰ وعلی سائر المرسلین والنبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ

وامتہٖ جمیعا. اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم. بسم الله

الرحمٰن الرحیم

ورفعنا لک ذکرک. (الانشراح، ۴)

صدق الله العظیم، وصدق رسوله النبی الکریم

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله

وعلیٰ آلک واصحابک یا خیر خلق الله

حضرات محترم۔۔۔معزز سامعین کرام!

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر مصطفےٰ ﷺ کی عظمت ورفعت

کو بیان فرمایا ہے۔۔۔آج ہر کوئی نام نبی کے نغمے الاپ رہا ہے۔۔۔ ہر سمت

ان کے ذکر اور شان کا چرچا ہو رہا ہے۔۔۔زمین و زماں پر۔۔۔مکین و مکاں

پر۔۔۔فرش و عرش پر۔۔۔انہیں کا شہرہ ہے۔۔۔

بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

ہر طرف ذکر مصطفیٰ کی گونج ہے۔۔۔نعرہ ہے۔۔۔نغمہ ہے۔۔۔ترانہ ہے۔۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے:

ورفعنالک ذکرک

اے محبوب! ہم نے تمہاری کی خاطر تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

حضرات گرامی!۔۔۔یہ آیۂ کریمہ جن حالات میں نازل ہوئی تھی، ذرا چشم تصور سے ان حالات کو ملاحظہ کیجئے!۔۔۔تصور کی دنیا میں چلیں!۔۔۔ اور دیکھیے!۔۔۔

شہر مکہ ہے۔۔۔آمنہ کا لال اپنی طبعی عمر کے چالیس سال مکمل کر چکا ہے۔۔۔خدا عزوجل نے اسے ساری خدائی کا رہبر و رہنما بنایا ہے۔۔۔ اعلان ہوتا ہے۔

وانذر عشیرتک الاقربین۔ (الشعرآء ۲۱۴)

اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

انہیں اپنے پاس بلاؤ۔۔۔میری الوہیت اور اپنی رسالت کا اعلان

فرماؤ!۔۔۔اس حکم خداوندی کے پیش نظر، اکیلے خدا کا اکیلا نمائندہ۔۔۔صفا کی پہاڑی پر بلند ہو جاتا ہے۔۔۔اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔۔۔ذرا الفاظ کے تیور دیکھیں!

یابنی فهر یا بنی عدی لبطون قریش (بخاری ج۲ ص ۷۰۲)

اے بنو فہر!۔۔۔یا بنو عدی!۔۔۔محبوب خدا ﷺ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو بلایا۔

جب آپ ﷺ نے انہیں مخصوص انداز میں پکارا تو مکہ کے تمام لوگ فوراً آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔۔۔اور جو خود آنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، انہوں نے اپنے نمائندے بھیج دیئے، تاکہ صورت حال سے آگاہ ہو سکیں ۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے۔۔۔آناً فاناً۔۔۔تھوڑی ہی دیر میں۔۔۔صفا پہاڑی کے قریب ایک اجتماع عظیم اور ازدحام کثیر دکھائی دینے لگا۔۔۔ابولہب بھی آ گیا۔۔۔اور قریش کے دیگر لوگ بھی پہنچ گئے۔۔۔خطیب محشر، امام الانبیاء ﷺ نے اپنے خطاب باصواب کا آغاز ایک بڑے ہی حکیمانہ انداز میں فرمایا۔۔۔آپ نے ارشاد فرمایا:

لو اخبرتکم ان خیلا بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقی۔ (بخاری ج۲ ص ۷۰۲)

یعنی لوگو!۔۔۔پہلے مجھے یہ بات بتاؤ!۔۔۔اور میری صداقت کی تصدیق کردو۔۔۔کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ

ایک بہت بڑا لشکر، اس وادی میں ہے، جو تمہیں تباہ و برباد کر دینے کے لیے، تم چڑھائی کرنا چاہتا ہے۔۔۔تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟

آپ کے اس سوال پر سارا مجمع بیک زبان بول اٹھا۔۔۔

قالوا نعم ما جربنا علیک الا صدقاً۔

انہوں نے کہا:۔۔۔بالکل مانیں گے۔۔۔کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ آپ نے ہر وقت سچ ہی بولا ہے۔۔۔کبھی جھوٹی بات زبان پر نہیں لائی۔

سامعین کرام!۔۔۔میں اپنے پیارے آقا ﷺ کی سچائی پر قربان جاؤں کہ سارا مکہ آپ کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔۔۔اللہ اکبر!۔۔۔

آپ نے جب راہ ہموار کرلی۔۔۔اپنی صداقت و حق بیانی پر ان کی گواہی لے لی۔۔۔تو اب فرمایا:

فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید

یعنی جب میری زبان سے سچ ہی نکلتا ہے۔۔۔تو سنو!۔۔۔میں تم کو آج ایک اور سچی بات بتانے لگا ہوں۔۔۔اور وہ یہ ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔۔۔جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم نہیں کرتے۔۔۔انہیں سخت ترین

عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔۔۔اس لیئے میں تم کواس بات سے ڈراتا ہوں۔۔۔کہ تمہارے سامنے عذاب ہے۔۔۔تمہیں تمہارے شرک وکفر پر سخت سزا ملے گی۔۔۔اسے چھوڑ دو۔۔۔خدا کی عبادت کی طرف منہ موڑ لو۔۔۔بتوں سے تعلق توڑ لو۔۔۔اور اپنے حقیقی معبود سے رابطہ جوڑ لو۔۔۔

گویا کہ میں تمہیں ڈرانے آیا ہوں۔۔۔حقیقت سمجھانے آیا ہوں۔۔۔راہ حق دکھانے آیا ہوں۔۔۔اور تمہیں تمہارے خدا سے ملانے آیا ہوں

اس اعلان ہدایت نشان پر چاہیے تو یہ تھا کہ اہل مکہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خود کو عذاب شدید اور سزائے عظیم سے بچا لیتے۔۔۔لیکن ان تیرہ بختوں نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔۔۔اور آپ کا سگا چچا ابولہب تو اس قدر بدزبانی پر اتر آیا۔۔۔کہنے لگا:

تبالک سائر الیوم الهذا جمعتنا۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۰۲)

تو ہلاک ہو جائے، کیا تو نے ہمیں صرف اس کام لیے جمع کیا تھا۔

دشمن احمد پہ شدت:

حضرات محترم!۔۔۔ابولہب کی اس گستاخی پر رحمت کون ومکاں۔۔۔سید انس وجاں۔۔۔تاجدار عرب وعجم۔۔۔رسول مکرم ﷺ نے اپنے لبوں کو جنبش نہ دی۔۔۔آپ نے اپنے بے پایاں حلم، بردباری اور عالی ظرفی کا

مظاہرہ فرمایا۔۔۔لیکن آپ کا غیور رب اس بے ادبی اور گستاخی کو کیسے گوارا کر سکتا تھا۔۔۔اس نے اس گستاخ اور منہ پھٹ کی مذمت میں قرآن کی "سورۃ لھب" اتار کر۔۔۔قیامت تک کے لیے ابولہب کی مذمت اور اس کے لیے دعائے ہلاکت کو جاری کر دیا۔۔۔تاکہ قرآن کا ہر قاری قرآن کی تلاوت کرتا رہے۔۔۔اور گستاخ رسول ابولہب کی مذمت کرتا رہے۔۔۔اور دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ گستاخ رسول کو جواب دینا خدا کی سنت ہے۔

سامعین حضرات!۔۔۔پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابولہب نے صرف یہ جملہ کہا تھا "تبالک" اے محمد تو ہلاک ہو جائے۔

معاذ اللہ

لیکن ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گستاخی کے جواب میں کیا کچھ فرمایا:

تبت یدا ابی لھب۔۔۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوں۔

وتب۔۔۔اور وہ خود بھی اور ہلاک اور تباہ و برباد ہو جائے۔

ما اغنی عنه ماله وما کسب۔۔۔

اس کا مال اور اس کی کمائی اسے فائدہ نہ دے۔

سیصلیٰ ناراً ذات لھب۔۔۔ عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں جائے گا۔

و امرأتہ حمالۃ الحطب۔

اور اس کی بیوی بھی، جو لکڑیاں اٹھاتی ہے

فی جیدھا حبل من مسد۔

اس کی گردن میں چھال کی رسی ہوگی۔

حضرات محترم!۔۔۔سوچنے والی بات ہے کہ ابولہب کے ایک جملہ کے جواب میں اس قدر شدید۔۔۔اور طویل مذمت کا کیا مطلب ہے؟۔۔۔اس سے ہمیں کس بات کو ذہن نشین کرایا گیا ہے۔۔۔اور ہمیں کون سا سبق دیا گیا ہے ظاہر بات ہے اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا کہ نبوت کی توہین کرنے والا۔۔۔گستاخ رسول۔۔۔کسی رعایت، نرمی، اور لچک، رواداری اور معافی کا حقدار نہیں بلکہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔اس پر جس قدر شدت کی جائے کم ہے۔۔۔لہٰذا اس سنت الٰہی پر عمل کرتے ہوئے۔۔۔میرے نبی کے غلاموں تم بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے مصداق بن جاؤ۔۔۔کسی گستاخ۔۔۔بے ادب اور بدمذہب پر نرمی نہ کرو۔۔۔بلکہ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجئے!

معزز سامعین!۔۔۔جبل صفا کے واقعہ کو گزرے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ

ایک دن بارگاہ رب العزت سے نیا حکم ملتا ہے۔۔۔ پیارے!۔۔۔

فاصدع بما تؤمر۔ (الحجر،۹۴)

جو تمہیں کو حکم دیا گیا ہے، اس کو کھول کر بیان کر دیجئے۔

اس حکم کی تعمیل میں۔۔۔ جب آپ نے سرعام دعوت توحید کا اعلان کیا۔۔۔ تو مکہ کی ساری فضا آتش فشاں بن گئی۔۔۔ قریش جان کے دشمن ہو گئے۔۔۔ ان کے اطوار۔۔۔ کردار۔۔۔ گفتار۔۔۔ انداز۔۔۔ یکسر بدلنے لگے۔۔۔ ہر ماتھے پر غصہ کی سلوٹیں۔۔۔ اور ہر چہرہ پر نفرت کے آثار دکھائی دیتے۔۔۔ ہر کوئی دانت پیستا ہے۔۔۔ کوئی بدبخت آپ کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتا ہے۔۔۔ جس راہ سے گزرتے وہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہوتے۔۔۔ جس گلی میں نکلتے وہاں کانٹے بچھے ہوتے ہیں۔۔۔ اگر بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے تو اونٹ کا اوجھ لا کر پشت مبارک پر ڈال دیا جاتا ہے۔۔۔ اگر کلمۂ حق سنانے کے لیے اٹھتے ہیں تو جبر و تشدد، ظلم و استبداد اور پتھر برسا کر استقبال کیا جاتا ہے۔

الغرض:۔۔۔ ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کیا گیا۔۔۔

حضرات ذی وقار!

کفار و مشرکین اذیت رسانی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رہے۔۔۔ لیکن

ان کا جور و جبر آپ کی دعوت حق۔۔۔ ذوق عبادت۔۔۔ اور شوق ریاضت کو کم کرنے کی بجائے، فزوں سے فزوں تر کرتا چلا جاتا ہے۔۔۔ آپ ان پر آشوب لمحات اور نفرت و مخالفت کے حالات میں بھی۔۔۔

حق و صداقت کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔۔۔ ہر گھر میں جا رہے ہیں

ہر مرد و زن کو سنا رہے ہیں۔۔۔ ہر پیر و صغیر اور امیر و کبیر کو خدا کی جانب بلا رہے ہیں

گلی گلی میں آ رہے ہیں۔۔۔ نگر نگر میں جا رہے ہیں

خلوت میں بھی توحید خداوندی کا نعرہ۔۔۔ جلوت میں خدا کی واحدنیت کا نغمہ

ہر مجمع میں اسی کا چرچا۔۔۔ ہر محفل میں اسی کا تذکرہ

مکہ کے ہر کوچہ میں۔۔۔ علاقہ کے قریہ میں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی داستان سنائی دے رہی ہے۔۔۔

ہر طرف ایک ہی صدا ہے۔۔۔ ایک ہی ندا۔۔۔ اور ایک ہی اعلان ہے۔۔۔ ایک ہی بیان ہے۔۔۔ اور وہ یہ ہے:

یاایھاالناس قولوا لا الہ الااللہ تفلحوا

اے لوگو!۔۔۔ لاالٰہ الااللہ پڑھ لو، تم دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

کفارِ مکہ نے لاکھ جتن کیئے کہ

شمعِ حق کو گل کر دیا جائے۔۔۔دینِ حق کا چرچا نہ ہونے دیا جائے

اسلام کو دیس نکالا دے دیں۔۔۔قرآن کی آواز کو دبا دیں

صاحبِ قرآن کو مٹا دیں۔۔۔اسی ارادہ بد کے لیے انہوں نے بانی اسلام کو قتل کر ڈالنے کی سازشیں بھی تیار کیں۔۔۔آپ کو جادوگر۔۔۔نجومی۔۔۔اور مجنون قرار دیا

قرآن کو پرانے لوگوں کے قصے کہانیوں سے یاد کیا

اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کی اذیتوں اور کلفتوں سے دوچار کیا

انہیں اسلام سے دستبردار ہونے کے لیے لاچار کیا

غلامانِ مصطفیٰ پر پتھروں کی گرم سلیں رکھی جاتیں۔۔۔گلے میں رسیاں ڈال کر گلیوں، بازاروں میں گھسیٹا جاتا۔۔۔انہیں تپتی ریت اور سلگتے کوئلوں پر لٹایا جاتا۔۔۔

سامعین حضرات!۔۔۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ ذمہ داری ڈال رکھی ہے کہ محبوب!

کلمہ حق سناتے جاؤ۔۔۔نعرۂ حق لگاتے جاؤ۔۔۔لوگوں کو خدا آشنا بناتے جاؤ

اور اس کے علاوہ محبوب پر مزید کئی بوجھ ڈالے گئے۔ مثلاً:

اعلانِ توحید الوہیت کا بوجھ۔۔۔قرآن کی تلاوت کا بوجھ۔۔۔

اسلام کی اشاعت کا بوجھ

خدا کے جتنے بوجھ تھے وہ سارے اس نے اپنے اس درِّ یتیم پر ڈال دیئے

محبوب نے ایک بار بھی نہیں کہا:۔۔۔یا اللہ بوجھ ہلکا کر۔۔۔یہ لوگ میری

جان کے دشمن بن چکے ہیں۔۔۔مجھے دبانے کے لیے سارے جتن کر رہے

ہیں۔۔۔خدایا۔۔۔کچھ کر۔۔۔ناں!۔۔۔ایک بار بھی اف تک نہ کہی

اور پھر سارے بوجھ اٹھا کر جب اکیلے رب کا، اکیلا نمائندہ، مکے کی گلیوں میں

چلنے لگا۔۔۔تو سارا عرب دشمن ہو گیا

ہر طرف سے یہی آواز آ رہی تھی ۔۔۔ اسے مٹا دو۔۔۔اسے ختم

کردو۔۔۔ اسے قتل کردو۔۔۔اسے کچل ڈالو۔۔۔اس کا نام ونشان

مٹادو۔۔۔یہ جانے نہ پائے۔۔۔ہم اس کا ناطقہ بند کر دیں گے۔۔۔اس

کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا

جب اس قسم کے حالات دیکھے۔۔۔تو پھر خدا نے خود ہی فرما

دیا:۔۔۔جبریل!۔۔۔یہ "سورۃ الم نشرح" لے جاؤ۔۔۔اور محبوب

سے جا کر کہہ دو۔۔۔

الم نشرح لک صدرک ۝ ووضعنا عنک وزرک ۝

الذی انقض ظھرک o

یعنی اے محبوب!۔۔۔اس وقت میرے سارے بوجھ تو نے اٹھاتے تھے ۔۔۔آج تیرے سارے بوجھ تیرا خدا اٹھاتا ہے۔۔۔اس نے تجھے شرح صدر عطا کیا۔۔۔اور تیرے بوجھ اٹھالیے۔۔

حضرات محترم توجہ فرمائیں!۔۔۔اس کے بعد فرمایا:

ورفعنالک ذکرک

یعنی۔۔۔اے محبوب!۔۔۔یہ کفار مکہ تجھے مٹا دینا چاہتے ہیں۔۔۔ ان کی کیا مجال کہ تیری طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھیں۔۔۔تیرا بال بھی بیکا کرسکیں۔۔تیری آواز کو دبا سکیں۔۔۔تیرا نام ونشان مٹا سکیں۔۔۔ہمارا دعویٰ رہا۔

محبوب!۔۔۔یہ خود مٹ جائیں گے۔۔۔لیکن تیرا نام ونشان کبھی نہ مٹے گا۔۔۔کیونکہ میرا اعلان ہے:

ورفعنا لک ذکرک۔

ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

اس لیئے۔۔۔محبوب!۔۔۔تسلی رکھو۔۔۔اور بشارت ہو۔۔۔کہ

یہ تجھے گرانا چاہتے ہیں میں تجھے اٹھانا چاہتا ہوں

یہ تجھے دبانا چاہتے ہیں میں تجھے بلند فرمانا چاہتا ہوں

یہ تجھے گھٹانا چاہتے ہیں میں تجھے بڑھانا چاہتا ہوں

یہ تجھے مٹانا چاہتے ہیں میں تجھے جلانا چاہتا ہوں

یہ تجھے بے نشان کرنا چاہتے ہیں میں تجھے صاحب نشان بنانا چاہتا ہوں

یہ تجھے ختم کرنا چاہتے ہیں میں دنیا و آخرت میں تیرے ڈنکے بجانا چاہتا ہوں

یہ تجھے پست کرنا چاہتے ہیں میں تجھے اونچا کرنا چاہتا ہوں

یہ تجھے فنا کرنا چاہتے ہیں میں تجھے بقا دینا چاہتا ہوں

یہ تجھے غلام بنانا چاہتے ہیں میں تجھے نبیوں کا امام بنانا چاہتا ہوں

ورفعنا لک ذکرک۔ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے اونچا کر دیا ہے۔۔۔ رفعت دے دی ہے۔۔۔ بلندی عطا فرمادی ہے۔۔۔ محبوب!۔۔۔ ہم نے تیرے ذکر کو اس قدر بلند فرمادیا ہے کہ دنیا والے اس کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت نے کیا خوب کہا:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

مزید فرماتے ہیں:

سارے اونچوں سے اونچا جسے سمجھیئے

ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

حضرات گرامی! ذرا توجہ چاہوں گا۔۔۔

ورفعنا ۔۔۔ صیغہ ماضی کا ہے۔۔۔ اور ماضی بھی مطلق۔۔۔ جس میں مطلق گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے۔۔۔ گویا خدا فرما رہا ہے اے محبوب! یہ کفار آج تیرے ذکر کو مٹانا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ خود تو مٹ سکتے ہیں۔۔۔ لیکن تیرے ذکر کو نہیں مٹا سکتے، کیونکہ ہم نے بہت پہلے سے تیرے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔۔۔ یہ لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔۔۔ کہ اس وقت بھی تیرا ذکر ہو رہا تھا۔۔۔ اور یہ ختم ہو جائیں گے۔۔۔ لیکن تیرا ذکر جاری و ساری رہے گا

حضرات!..... پھر دنیا نے دیکھا کہ جو خدا نے کہا۔۔۔ وہ ہو کر رہا:۔۔۔

سیم وزر والے۔۔۔ مال و دولت والے۔۔۔ حکومت و سلطنت والے۔۔۔ جاہ و جلال والے مٹ گئے۔۔۔ اور میرے آقا سربلند ہو گئے۔۔۔

زر والے۔۔۔ قدموں میں گرے۔۔۔ دولت والے۔۔۔ غلام بنے۔۔۔

سر کاٹنے والے۔۔۔ جانیں قربان کرنے لگے۔۔۔

خون کے پیاسے۔۔۔ جان نثار ہوئے۔۔۔ فیلڈ مارشل حضرت خالد بن ولید سلام کا نام و نشان مٹانا چاہتے تھے۔۔۔ اسلام کی شمع کے پروانے بن گئے۔۔

کفر لیگ کے اسٹاف لیڈر حضرت عمر، قتل کے ارادے سے چلے تھے۔۔۔

ہمیشہ کے لیے گھائل ہو گئے۔۔۔

حضرت سراقہ بن مالک، دنیا کے لالچ کی خاطر، آپ کو گرفتار کرنے

گئے۔۔۔ قیامت تک کے لیے یار کی زلفوں کے اسیر ہو گئے۔۔۔

کیوں؟۔۔۔ اس لیے کہ قرآن کی یہ صدا برابر جاری تھی۔۔۔

ورفعنا لک ذکرک۔۔۔

محبوب!۔۔۔ ہم نے تیرا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرما دیا ہے۔

حضرات گرامی!۔۔۔ مزید توجہ کا طلب گار ہوں۔۔۔ آیت کے لفظ یہ ہیں

ورفعنالک ذکرک۔۔۔ اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا

لک۔۔۔ تیرے لیے۔۔۔ تیری خاطر۔۔۔ تیری خوشنودی کے

لیے۔۔۔ تیری رضا کے لیے۔۔۔

محبوب!۔۔۔ تیرے ذکر کو بلند کر کے۔۔۔ میں تجھے راضی کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔ کیونکہ۔۔۔

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد

سنو!۔۔۔ محبوب!۔۔۔

عابد اس لیے عبادت کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

ساجد اس لیے سجدہ کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

نمازی اس لیے نماز پڑھتا کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

حاجی اس لیے حج کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

غازی اس لیے غزوہ کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

مجاہد اس لیے جہاد کرتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں

کائنات کا ذرہ ذرہ۔۔۔پتہ پتہ۔۔۔ڈالی ڈالی۔۔۔بوٹا بوٹا۔۔۔قطرہ قطرہ انس وجن۔۔۔حور وملک۔۔۔انبیاء ورسل۔۔۔غرضیکہ ہر کوئی۔۔۔چاہتا ہے کہ۔۔۔میں راضی ہوجاؤں۔۔۔لیکن۔۔۔اے محبوب!۔۔۔میں تیرے ذکر کو بلندی عطا فرما کر یہ چاہتا ہوں کہ تو راضی ہوجائے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

محبوب!۔۔۔میں تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔میرا وعدہ رہا

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔(الضحیٰ،۵)

میں تمہیں اتنا دوں گا۔۔۔اتنا دوں گا کہ تو راضی ہوجائے گا

جب تو راضی ہوجائے گا تب میں راضی ہوجاؤں گا

محبوب!۔۔۔اگر تو قبلہ تبدیل کرنے کا مطالبہ کرے گا۔۔۔تو میرا اعلان ہے

۔۔۔فلنولینک قبلۃ ترضٰھا۔۔۔(البقرہ،۱۴۴)

یعنی پیارے

آدم کا قبلہ بنا میری مرضی سے

نوح کا قبلہ بنا میری مرضی سے

ابراہیم کا قبلہ بنا میری مرضی سے

اسماعیل کا قبلہ بنا میری مرضی سے

داؤد کا قبلہ بنا میری مرضی سے

سلیمان کا قبلہ بنا میری مرضی سے

موسیٰ کا قبلہ بنا میری مرضی سے

عیسیٰ کا قبلہ بنا میری مرضی سے

لیکن تو

میرا نازنین ہے۔۔۔شفیع المذنبین ہے

راحۃ العاشقین ہے۔۔۔رحمۃ للعالمین ہے

اس لیے، تیرا قبلہ میری مرضی سے نہیں بنے گا۔۔۔بلکہ۔۔۔تیرا قبلہ بنے گا

تیری مرضی سے۔۔۔کیونکہ محبوب!۔۔۔میں تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں۔

مزید سنیئے۔۔۔حضرات!۔۔۔گویا اللہ فرما رہا ہے۔۔۔

ورفعنالک ذکرک

میں نے تیرے ذکر کو جو بلندی عطا فرمائی ہے۔۔۔وہ تیرے لیئے

میں نے تیرا ذکر بلند کیا تیرے لیئے

اور سنو!۔۔۔جب اپنے ذکر کی باری آئی۔۔۔تو فرمایا:۔۔۔

اقم الصلوٰۃ لذکری۔۔۔(مریم،۱۴)

محبوب!۔۔۔تو نماز قائم رکھ، میرے ذکر کے لیے

گویا۔۔۔خدا فرما رہا ہے۔۔۔محبوب!۔۔۔میرا سب کچھ تیرے لیئے۔۔۔

اور تیرا سب کچھ میرے لیئے

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی لله. (الانعام۱۶۲)

محبوب!۔۔۔اعلان کردو! میری نماز ۔۔۔میری قربانی۔۔۔

میری حیات۔۔۔میری ممات۔۔۔اللہ کے لیے۔۔۔یہ اعلان تو کر۔۔۔

اور میں کہوں گا۔۔۔

ورفعنالک۔۔۔میری طرف سے ساری عزتیں۔۔۔ساری عظمتیں۔۔۔ساری رفعتیں تیرے لیئے۔۔۔کیونکہ۔۔۔

جو کچھ میرا ہے۔۔۔سب کچھ تیرا ہے
اور جو کچھ تیرا ہے۔۔۔سب کچھ میرا ہے
خالق میں ہوں۔۔۔مالک تو ہے
رب میں ہوں۔۔۔رحمت تو ہے
عبادت میری ہوگی۔۔۔ادا تیری ہوگی
قرآن میرا ہوگا۔۔۔تلاوت تیری ہوگی
نماز میری ہوگی۔۔۔سنت تیری ہوگی
لب تیرے ہوں گے۔۔۔بولی میری ہوگی
ہاتھ تیرے ہوں گے۔۔۔طاقت میری ہوگی
اشارے تیرے ہوں گے۔۔۔سہارے میرے ہوں گے
حرکت تیری ہوگی۔۔۔برکت میری ہوگی
آنکھیں تیری ہوں گی۔۔۔بصارت میری ہوگی
کان تیرے ہوں گے۔۔۔سماعت میری ہوگی
جنت میری ہوگی۔۔۔امت تیری ہوگی

ورفعنا لک ذکرک۔۔۔

حضرات ذی وقار!۔۔۔مزید غور فرمائیں۔۔۔علماء فرماتے ہیں:

لک میں جو لام ہے۔۔۔وہ ملکیت کا ہے۔۔۔تو پھر مطلب یہ ہوگا۔۔۔محبوب!۔۔۔ہم نے ساری رفعتیں اور تمام بلندیاں تیری ملکیت میں دے دی ہیں

اب قیامت تک جس کسی کو بھی عزت۔۔۔عظمت،بلندی۔۔۔سرفرازی۔۔۔مرتبت اور رفعت ملے گی، تیرے در سے ملے گی۔۔۔اور جو تیرے در سے پھرے گا۔۔۔یونہی ذلیل وخوار ہو کر مرے گا۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

حضرات سنیئے!۔۔۔حدیث نبوی ہے۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لیوم یرغب الی الخلق کلھم حتی ابراھیم علیه السلام

(مسلم، ج۱ص ۲۷۳)

قیامت کے دن تمام لوگ میری طرف متوجہ ہوں گے،اور نیاز مندی کا اظہار کریں گے یہاںتک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب ترجمہ کیا ہے......آپ فرماتے ہیں:

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ورفعنالک۔۔۔ محبوب!۔۔۔ تمام تر رفعتیں اور عظمتیں ہم نے تیری ملکیت میں دے دی ہیں۔۔۔ کائنات میں سب کو تیرا صدقہ ہی مل رہا ہے۔ تو گویا:۔۔۔ یوں کہہ لو!۔۔۔ اے محبوب!۔۔۔

آدم کی توبہ قبول ہوئی۔۔۔ تیری وجہ سے
نوح کی کشتی کنارے لگی۔۔۔ تیری وجہ سے
ابراہیم پہ آگ گلزار ہوئی۔۔۔ تیری وجہ سے
اسماعیل کا فدیہ اترا۔۔۔ تیری وجہ سے
موسیٰ کو کوہ طور پہ بلایا۔۔۔ تیری وجہ سے
عیسیٰ کو آسمان پہ اٹھایا۔۔۔ تیری وجہ سے

یعنی

نبیوں کو نبوت ملی۔۔۔ تیرے صدقے
رسولوں کو رسالت ملی۔۔۔ تیرے صدقے
صحابہ کو صحابیت ملی۔۔۔ تیرے صدقے
ابوبکر کو صداقت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

عمر کو عدالت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

عثمان کو سخاوت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

علی کو شجاعت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

ولیوں کو ولائیت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

غوثوں کو غوثیت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

قطبوں کو قطبیت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

اماموں کو امامت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

فقہاء کو فقاہت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

علماء کو علم کی دولت ملی۔۔۔ تیرے صدقے

روز قیامت تیری امت کو جنت ملے گی۔۔۔ تو وہ بھی تیرے صدقے

احساس مرگ وزیست کے قابل بنادیا
تو نے جس دل کو دیکھا دل بنادیا

بقول شاعر:

نوح کو بھی موج طوفاں سے کنارا مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطفِ نظارا مل گیا

الغرض ہر بے چارے کو بھی چارا مل گیا
ہم غریبوں کو محمد ﷺ کا سہارا مل گیا

بقول نیازی:

خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی
جس کو ملا، جو کچھ ملا، جتنا ملا صدقہ تیرا

حاضرین کرام!۔۔۔ذہن حاضر رکھیں، اور حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں جسے نسبت مصطفیٰ حاصل ہو جائے وہ افضل و اعلیٰ ہو جاتا ہے۔

دیکھیے!۔۔۔آپ ﷺ

جو دین لے کر آئے۔۔۔وہ دین، تمام دینوں سے افضل
جو کتاب لے کر آئے۔۔۔وہ کتاب، تمام کتابوں سے افضل
جو نظام لے کر آئے۔۔۔وہ نظام، تمام نظاموں سے افضل
جو مقام لے کر آئے۔۔۔وہ مقام، تمام مقاموں سے افضل
جو شان لے کر آئے۔۔۔وہ شان، تمام شانوں سے افضل
جو دستور لے کر آئے۔۔۔وہ دستور، تمام دساتیر سے افضل
جو قانون لے کر آئے۔۔۔وہ قانون، تمام قوانین سے افضل

اور پھر یوں کہہ لیجئے کہ آپ:

جس علاقے میں آئے۔۔۔وہ علاقہ افضل
جس وطن میں آئے۔۔۔وہ وطن افضل
جس شہر میں آئے۔۔۔وہ شہر افضل
جس گھر میں آئے۔۔۔وہ گھر افضل
جس قبیلے میں آئے۔۔۔وہ قبیلہ افضل
جس خاندان میں آئے۔۔۔وہ خاندان افضل
جس محلے میں آئے۔۔۔وہ محلّہ افضل

جس گھرانے میں آئے۔۔۔وہ گھرانہ افضل
جس جگہ پر آئے۔۔۔وہ جگہ افضل

غرضیکہ......آپ ﷺ:

جس سال آئے۔۔۔وہ سال افضل
جس ماہ آئے۔۔۔وہ مہینہ افضل
جس ہفتے میں آئے۔۔۔وہ ہفتہ افضل
جس دن آئے۔۔۔وہ دن افضل

جس وقت آئے۔۔۔وہ وقت افضل

اور مجھے کہنے دیجیے کہ آج

جس دل میں ان کی یاد ہو۔۔۔وہ دل افضل

اور

جس محفل میں آپ کا ذکر ہو۔۔۔وہ محفل افضل (سبحان اللہ)

کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا:

مسلمانو! یاد رکھو!۔۔۔اس کائنات میں جس کسی کا ذکر ہے، ایک دن آئے گا کہ وہ ختم ہو جائے گا، مٹ جائے گا، نہ رہے گا۔۔۔سنو! سنو!

دنیا داروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
سرمایہ داروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
جاگیرداروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
چودھریوں کا ذکر ختم ہو جائے گا
نمبرداروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
امیروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
سفیروں کا ذکر ختم ہو جائے گا
وزیروں کا ذکر ختم ہو جائے گا

بادشاہوں کا ذکر ختم ہوجائے گا

لیکن مخلوق میں ایک ذکر ایسا بھی ہے کہ وہ نہ ختم ہوا ہے اور نہ ہوگا۔۔۔وہ ذکر ہے۔۔۔امام الانبیاء کا۔۔۔شہہ ہزدوسرا کا۔۔۔احمد مجتبیٰ کا۔۔۔یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کا۔۔۔اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند قدوس جل جلالہٗ نے آپ کے ذکر کو۔۔۔وہ رفعت۔۔۔وہ عظمت۔۔۔اور وہ دوام بخشا ہے، جو نہ کسی کو ملا ہے اور نہ ملے گا۔

جب کچھ بھی نہ تھا، تب بھی آپ کا ذکر ہو رہا تھا، اور جب کچھ بھی نہ ہوگا، تب بھی آپ کا ذکر مبارک ہوتا رہے گا۔۔۔کیونکہ ذکر مصطفیٰ جہاں مخلوق کرتی ہے، وہاں خود خالق بھی کر رہا ہے، اور مخلوق میں جو کچھ ہے، اسے فنا ہے، وہ موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔۔۔سب فانی، فقط ایک اللہ رب العالمین باقی ہے۔۔۔حی ہے۔۔۔قیوم ہے۔۔۔لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم ہے، وہ ہمیشہ سے ہے۔۔۔ہمیشہ تک رہے گا۔۔۔اسے فنا نہیں۔۔۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔(الرحمٰن، ۲۶، ۲۷)

یعنی ہر شے فانی ہے صرف ذاتِ خدا باقی ہے۔

جب ہر چیز مٹ جائے گی۔۔۔ ساری دنیا کے بڑے بڑے بلند مقام لوگوں کا بھی ذکر ختم ہو جائے گا۔۔۔ لیکن چونکہ اللہ باقی ہے۔۔۔ اور وہ ہر وقت اپنے محبوب کا ذکر کرتا رہتا ہے۔۔۔ وہ خود فرماتا ہے:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔۔۔ الآیہ (الاحزاب، ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

وہ ہر وقت اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے۔۔۔ اور ہر وقت اپنے حبیب کا ذکر کرتا ہے۔

جب کوئی چیز باقی نہ بچے گی، وہ اس وقت بھی حی لا یموت کی شان کا ساتھ موجود ہوگا اور اس وقت بھی اپنے محبوب کا ذکر کرتا رہے گا۔

ثابت ہوا نہ خدا مٹے گا۔۔۔ اور۔۔۔ نہ ہی اس کے کرم سے ذکرِ مصطفیٰ مٹے گا۔

تو پھر کہنے دو!۔۔۔

خدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی

معزز سامعین!۔۔۔ معلوم ہوا کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہرگز نہیں مٹ سکتا۔۔۔ کیونکہ اس کا تعلق فقط مخلوق کے ساتھ نہیں ہے۔۔۔

یہ ذکر ازل میں ہوا تھا۔۔۔اور ابد تک ہوتا رہے گا

یہ ذکر آسمان پر بھی ہو رہا ہے۔۔۔اور زمین پر بھی

عرش پر بھی ہو رہا ہے۔۔۔اور فرش پر بھی

مشرق و مغرب میں جاری ہے۔۔۔اور شمال و جنوب میں بھی

انسان بھی کر رہے ہیں۔۔۔اور جنات بھی

فرشتے بھی رطب اللسان ہیں۔۔۔اور انبیاء بھی

خدائی بھی ان کی دھو میں مچا رہی ہے۔۔۔اور خود خدا بھی

لہٰذا کسی کے چاہنے سے یہ ذکر نہ پہلے بند ہوا تھا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اسے بند کرنے والے خود مٹ گئے۔۔۔ختم ہو گئے۔۔۔ بزمِ جہاں سے اٹھ گئے۔۔۔تباہ و برباد ہو گئے۔۔۔ذکرِ مصطفیٰ کی تابانیاں پہلے سے بھی زیادہ ہیں۔

لوگ جتنا مٹانا چاہتے ہیں یہ اتنا ہی بلند ہو رہا ہے۔ کیونکہ خالق دو جہاں کا اعلان ہے: ورفعنا لک ذکرک

محبوب!۔۔۔کوئی یہ مت سوچے کہ اگر نبی کا ذکر میں کروں گا تو ہوگا، ورنہ وہ ختم ہو جائیگا، تیرا ذکر کسی دنیا دار۔۔۔سرمایہ دار۔۔۔کسی۔۔۔مولوی۔۔۔ مفتی۔۔۔قاضی۔۔۔مصنف۔۔۔شاعر۔۔۔اور ادیب و خطیب کا محتاج

نہیں، اگر کوئی یہ ذکر کرے گا تو مقام پائے گا، نہ کرے گا تو اس کا اپنا تو کچھ نہیں رہے گا، لیکن پیارے! تیرے ذکر میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

میں نے تجھے صرف اپنا محتاج بنایا ہے۔۔۔کائنات میں تو کسی کا محتاج نہیں۔

ہاں! ہاں! یہ ضرور ہے کہ تیرا ذکر مٹانے والے بالآخر تیرے ہی قدموں میں گریں گے اور بزبان حال انہیں بھی یہی کہنا پڑے گا:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

ذکر مصطفیٰ سے جلنے والو!۔۔۔اور اسے بند کرانے کے لیے ہر طرح کے پاپڑ بیلنے والو!۔۔۔تم لاکھ سر پٹختے رہو، لاکھ فتوے داغتے رہو، ڈی، ایس، پی وغیرہ کے دفاتر کے چکر کاٹتے رہو، کہ کسی طرح ذکر بند ہو جائے، کان کھول کر سن لو!۔۔۔ساری دنیا مل کر بھی اس ذکر کو ہرگز بند نہیں کر سکتی۔۔۔نہیں کر سکتی۔۔۔نہیں کر سکتی۔۔۔اور نہیں کر سکتی

دیکھو!۔۔۔تم کہاں کہاں سے بند کراؤ گے۔۔۔کبھی کہتے ہیں، محفل میلاد نہ کرو۔۔۔کبھی کہتے ہیں ذکر معراج نہ کرو۔۔۔کبھی جلسے بند کراتے ہیں، کبھی صلوٰۃ وسلام پہ پابندیاں لگاتے ہیں

ہاں! ہاں!۔۔۔تم کرلو ہمت، لگادو پابندیاں، لیکن پھر کیا ہوگا اگر تم

ذکر چھوڑ دو گے، تو یہ اہلسنت کیسے چھوڑیں گے

تم کہتے ہو گھروں میں یہ ذکر نہ کرو، مجھے بتاؤ!۔۔۔ اگر گھروں میں یہ ذکر نہ ہوا تو مسجدوں میں کون روکے گا۔۔۔ نادانو!۔۔۔ دیکھو!۔۔۔ اگر تم اپنی بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام مساجد کو سیل کرا دو کہ وہاں ذکر مصطفیٰ، نہ ہو تو بتاؤ اذانیں تو پھر بھی ہوں گی، اور اذانوں میں یہ بھی پڑھا جائے گا اشهدان محمد ارسول الله پھر کیا کرو گے، تمہارا مقصد تو پھر بھی پورا نہ ہوا۔ جس ذکر سے بھاگے تھے وہ اذان میں آ گیا اور وہ بھی ذکر خدا کے ساتھ۔ اب کیا اذانیں بند کراؤ گے۔

اگر کوئی بدبخت اذانوں پر پابندی لگا دے۔۔۔ تاکہ ذکر مصطفیٰ نہ ہو۔۔۔ تو پھر بھی یہ ذکر ختم نہ ہوگا۔۔۔ کیونکہ نماز تو ضرور پڑھی جائے گی۔۔۔ خواہ گھر میں ہی کوئی پڑھ لے، تو اس میں حبیب خدا ﷺ پر درود وسلام بھی آئے گا۔۔۔ چلو اذانیں بند، نمازیں بند۔۔۔ لیکن کیا قرآن کی تلاوت بند ہو سکتی ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو جب قرآن پڑھا جائے گا تو وہ بھی تو ذکر محبوب کی دھومیں مچا رہا ہے۔۔۔ ظالمو! اسے بھی چھوڑ دو!۔ اگر ایسا کرو گے تو ایمان بھی گیا، اسلام بھی گیا، دین بھی گیا، قرآن بھی گیا۔۔۔ کیا پلے رہا؟۔۔۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو یہی فرمایا تھا:

اف رے منکر یہ بڑا جوش تعصب آخر

بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

اگر کوئی ازلی بد بخت ہو اور ساری دنیا سے ذکر مصطفیٰ کو ہر قیمت مٹا دینے پر تل جائے۔ اور وہ اذانیں بھی بند کر دے، نمازیں بھی بند کر دے، قرآن کی تلاوت پر بھی بند کر دے، حج بھی بند کر دے، کلمہ بھی بند کر دے، ساری دنیا کو بند کر دے، ساری ذریت کو روک دے اور وہ بغلیں بجانے لگے کہ ذکر مصطفیٰ بند ہو گیا، تو پھر ہم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہیں گے، بد بخت تو نے اپنی ساری کو بند کر دیا بندوں پر پابندی لگا دی۔۔۔ تمہارا مقصد تو پھر بھی پورا نہ ہوا۔۔۔ شقیو!۔۔۔ بتاؤ!۔۔۔ فرشتوں کو کیسے بند کرو گے اور خدا کو کس طرح روکو گے۔۔۔ وہ تو اعلان کر رہا ہے:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ۔۔۔ یعنی میں اور میرے فرشتے اپنے نبی ﷺ پر درود بھیج کر ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ آؤ اب خدا کا مقابلہ کر کے دکھاؤ!۔۔۔ فاضل بریلوی نے کیا خوب کہا:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

یعنی منکر بے عقل اور بے وقوف ہیں۔۔۔ اگر ان میں عقل و شعور نام کی کوئی چیز

ہوتی تو آپ ﷺ کے ذکر کو بند کرنے کی کوشش نہ کرتے ۔۔۔ کیونکہ یہ درحقیقت اہلسنت سے مقابلہ نہیں ۔۔۔ بلکہ ذات خدا سے مقابلہ ہے کہ یہ اسے گھٹانا چاہتے ہیں اور خدا اسے بڑھا رہا ہے ۔۔۔ اور اعلان فرما رہا ہے:۔۔۔ ورفعنا لک ذکرک

رفعت ذکر کی کیفیت:

گرامی قدر حضرات! ۔۔۔ اب آیئے، یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذکر کو جو رفعت و بلندی عطا فرمائی ہے اس کی کیفیت کیا ہے؟ ۔۔۔ سنیئے! ۔۔۔ فرشتوں کے سردار جناب جبریل امین علیہ السلام ۔۔۔ نبیوں کے سردار حضرت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۔۔۔ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں:

ان ربی وربک یقول تدری کیف رفعت ذکرک؟

یارسول اللہ! (ﷺ) بے شک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ محبوب! ۔۔۔ جانتے ہو میں نے تیرے ذکر کو کیسے بلند کیا ہے؟ ۔۔۔

قلت اللہ ورسولہ اعلم ۔۔۔

میں نے کہا اللہ جل جلالہٗ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔

جبریل امین نے عرض کیا:

قال اذا ذکرت ذکرت معی۔(الشفاج اص ۱۲)

اے محبوب! آپ کے رب کا فرمان ہے کہ میں نے تمہارے ذکر کو اس طرح بلند کیا ہے کہ پیارے!۔۔۔جب میرا ذکر ہوگا،تو میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہوگا،گویا ورفعنالک ذکرک کا یہ معنیٰ ہوگا۔۔۔

اے محبوب!۔۔۔

جو میرا ذکر کرے گا۔۔۔وہ تیرا ذکر کرے گا

جو میرا کلمہ پڑھے گا۔۔۔وہ تیرا کلمہ پڑھے گا

جو میرا وظیفہ کرے گا۔۔۔وہ تیرا وظیفہ کرے گا

جو میرا نام لے گا۔۔۔وہ تیرا نام لے گا

جو مجھے پکارے گا۔۔۔وہ تجھے پکارے گا

جو میرا بنے گا۔۔۔وہ تیرا بھی بنے گا

جو میرے ساتھ رابطہ کرے گا۔۔۔اسے تیرے ساتھ بھی رابطہ کرنے پڑے گا

جو میرا بندہ ہوگا۔۔۔اسے تیرا امتی بنا پڑے گا

جو میری ربوبیت کا اعتراف کرے گا

اسے تیری رحمت کا بھی اقرار کرنا پڑے گا

اور جو میری توحید کا نعرہ لگائے گا

اسے تیری رسالت کا بھی ڈنکا بجانا پڑے گا

ثابت ہوگیا کہ خدا فرمارہا ہے، پیارے محبوب!

جہاں میرا ذکر۔۔۔وہاں تیرا ذکر

اور قرآن کا فیصلہ ہے:

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (الجمعہ،۱)

یعنی آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ خدا کا ذکر ہو رہا ہے، تو ماننا پڑے گا زمین و آسمان میں ہر جگہ مصطفیٰ کا بھی ذکر ہو رہا ہے۔

بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے، تیری ہی داستان ہے

ہمارا دعویٰ ہے کہ

جہاں خدا کا ذکر۔۔۔وہاں مصطفیٰ کا ذکر

اذان میں خدا کا ذکر۔۔۔اذان میں مصطفیٰ کا ذکر

نماز میں خدا کا ذکر۔۔۔نماز میں مصطفیٰ کا ذکر

کلمہ میں خدا کا ذکر۔۔۔کلمہ میں مصطفیٰ کا ذکر

خطبہ میں خدا کا ذکر۔۔۔خطبہ میں مصطفیٰ کا ذکر

قرآن میں خدا کا ذکر۔۔۔قرآن میں مصطفیٰ کا ذکر

مناسک حج میں خدا کا ذکر۔۔۔مناسک حج میں مصطفیٰ کا ذکر

جہاد میں خدا کا ذکر۔۔۔جہاد میں مصطفیٰ کا ذکر

دیگر اذکار و عبادات میں خدا کا ذکر۔۔۔اور ساتھ ہی مصطفیٰ کا ذکر

ہم اہلسنّت ہیں۔۔۔اہل نسبت ہیں۔۔۔اور اہل ذکر ونعت ہیں۔۔۔اس لیے:

ہماری مسجدوں اور خانقاہوں میں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

ہمارے مکانوں اور دکانوں میں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

ہماری زبانوں پر ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

ہمارے سینوں میں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

ہمارے ترانوں میں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

ہمارے نعروں میں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔مصطفیٰ کا ذکر

سامعین کرام:۔۔۔ہر جگہ، ہر مقام اور ہر موقع پر جہاں ذکر خدا ہے۔۔۔ وہاں ذکر مصطفیٰ ہے

لوگو، سن لو!۔۔۔صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں ذکر خدا تو ہوتا

ہے۔۔۔اور ذکر مصطفےٰ نہیں ہوتا۔۔۔وہ کونسی جگہ ہے؟

جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جہاں کوئی شے ذبح کی جائے، وہاں ذکر خدا تو ہے۔۔۔ ذکر مصطفےٰ نہیں۔

الحمدللہ!۔۔۔ہماری محفلوں میں ایمان ملتا ہے۔۔۔جوان ہو جاتا ہے۔۔۔اور پروان چڑھتا ہے۔

اگر ہماری محفل میں کوئی کافر آجائے تو وہ بھی دولت ایمان حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کی محفلوں میں اللہ تعالیٰ۔۔۔رسول اکرم اور دیگر نبیوں۔۔۔ ولیوں کی گستاخیاں کر کے ایمان کو ذبح کر دیا جاتا ہے، اس لیئے وہ "نعرۂ رسالت" نہیں لگاتے۔ تو گویا یوں کہہ لیں کہ:

جہاں حیوان ذبح ہوتا ہے وہاں ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔ذکر مصطفےٰ نہیں ہوتا اور جہاں ایمان ذبح ہو۔۔۔وہاں بھی ذکر خدا کے ساتھ۔۔۔ذکر مصطفےٰ نہیں کیا جاتا۔

سامعین محترم!۔۔۔یہ جو نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ اور ایک نظم کے انداز میں اس کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔ یہ ہمارے اکابرین نے مختلف انداز میں بیان فرمائی ہے۔ حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان، حضور ﷺ کے لیے، اس کی بارگاہ میں عزت وعظمت، شرافت ومنزلت، اور آپ کی بزرگی پر بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے قلب انور کو ایمان وہدایت کے لیے کھول دیا ہے۔ علم وحکمت صیانت وحفاظت کے لیے وسیع کر دیا۔ اور جہالت کے بوجھ کو آپ سے دور کر دیا، اور جہالت کی عادات وخصائل کو جس پر یہ لوگ تھے ان کا دشمن بنا دیا۔ آپ کے دین کو ان کے دینوں پر نبوت ورسالت کی تبلیغ کے ساتھ غالب فرما دیا اور آپ کے اوپر سے رسالت ونبوت کی سختیاں جو تبلیغ کی صورت میں پیش آتی تھیں محفوظ کر دیا۔ اس نے جو کچھ آپ پر نازل کیا آپ نے ان سب کو پہنچا دیا۔ اللہ نے آپ کو اعلیٰ مرتبہ عطا کیا۔ آپ کے نام کے ذکر کو اتنا بلند کیا کہ اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام ملا دیا۔ (الشفاء جزء اول ص ۱۱، ۱۲)

معزز سامعین!۔۔۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ورفعنا لک ذکرک۔۔۔ ہم نے تیرا ذکر تیرے لیئے بلند کیا کیا مطلب؟

لایذکرک احد بالرسالۃ الاذکرنی بالربوبیۃ

(الشفاء ج ا ص ۱۲)

محبوب! جو شخص تیری رسالت کا ذکر کرے گا، وہ میری ربوبیت کا بھی ذکر کرے گا۔

حاضرین گرامی!......حضرت ابن عطاء بیان کرتے ہیں کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے:

جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی

(الشفاء ج ا ص ۱۲)

محبوب!......میں نے تیرے ذکر کو اپنا ہی ذکر بنا لیا ہے، پس جس نے تیرا ذکر کیا۔۔۔اس نے میرا ذکر کیا۔

ذرا جملے میں غور کیجئے!......نبی کا ذکر خدا کا ذکر ہے۔۔۔خدا کا ذکر نبی کا ذکر نہیں۔ کیونکہ

خدا خالق ہے، نبی مخلوق۔۔۔خدا رب ہے، نبی مربوب
خدا مالک ہے، نبی مملوک۔۔۔خدا رازق ہے، نبی مرزوق
خدا طالب ہے، نبی مطلوب۔۔۔اور خدا محبّ ہے، نبی محبوب

اور یہ حقیقت ہے کہ بنی ہوئی چیز کا ذکر اور تعریف، بنانے والے کا ذکر اور تعریف ہے

اسی طرح نبی کا ذکر اور تعریف، درحقیقت خدا کا ذکر اور تعریف ہے۔

ثابت ہوا کہ

نبی کا ذکر خدا کا ذکر۔۔۔نبی کی یاد خدا کی یاد

نبی کا کلمہ خدا کا کلمہ۔۔۔نبی کی بات خدا کی بات

نبی کا وظیفہ خدا کا وظیفہ۔۔۔جو نبی کو پکارے گا وہ خدا کو پکارے گا

جو نبی کا ہوگا وہ خدا کا بنے گا۔۔۔جو نبی سے مانگے گا وہ خدا سے مانگے گا

حضرات محترم! ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

جعلت تمام الایمان بذکرک معی۔ (الشفاء، جز اول ص [illegible])

محبوب! میں ایمان کو مکمل تب کرتا ہوں جب میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر کیا جائے۔

ذکر نہ کرنے والے:

سامعین کرام!......اب آخر میں صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ گلی گلی یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ بس اللہ کا ذکر کرو، کسی اور کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہیے، بس وہی کافی ہے، غیر اللہ کا ذکر کیوں کرتے ہو، جنت تو صرف اللہ اللہ کرنے میں ہے،

وہ لوگ کان کھول کر سن لیں!۔۔۔جنت میں صرف وہی جائے گا جو ذکر خدا بھی کرے گا اور ذکر مصطفیٰ بھی کرے گا۔۔۔ورنہ جنت!

ایں خیال است و محال است جنوں

سنو! اپنی طرف سے نہیں کہتا۔۔۔میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: من ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب

(درمنثور ج ۶ ص ۳۰۱)

اے محبوب! جو تیرا ذکر تو کرے، لیکن میرا ذکر نہ کرے، اس کے لیے جنت میں کوئی جگہ ہی نہیں۔

محترم حضرات!۔۔۔اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو

لا الہ الا اللہ، تو پڑھے۔۔۔محمد رسول اللہ، نہ پڑھے

اطیعوا اللہ، تو مانے۔۔۔اطیعوا الرسول، نہ مانے

اشھد ان لا الہ الا اللہ، تو پڑھے۔۔۔اشھد ان محمدا رسول اللہ، نہ کہے

توحید تو مانے۔۔۔رسالت نہ مانے

اللہ، اللہ، تو کرے۔۔۔نبی، نبی، نہ کرے

ہمارے لیئے اللہ ہی کافی ہے، کا نعرہ تو لگائے۔۔۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کے فضل و کرم کا انکار کرے

نماز، روزہ، حج و زکوۃ کو تو تسلیم کرے۔۔۔

لیکن ان کے حصول کے لیے رسول اللہ کو واسطہ نہ مانے۔

عظمتِ الوہیت کے نعرے تو لگاتا پھرے۔۔۔

لیکن "مقامِ مصطفیٰ" کے متعلق دل میں کدورت رکھے

انعامِ خداوندی کا تو ڈھنڈورا پیٹتا رہے

لیکن عطائے نبوی کا مطلق انکار کرے

نورِ خداوندی کی رٹ لگائے

لیکن نورانیتِ مصطفےٰ کا کلّیۃً انکار کرے

ذکرِ خدا تو کرے، ذکرِ مصطفیٰ کو بند کرنے کی کوشش کرے

ایسا شخص یقیناً دوزخی ہے، جہنمی ہے، بدبخت ہے، وہ جنت میں جانا تو کجا، جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ فاضل بریلوی نے خوب فرمایا:

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو!

واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

ثابت ہوا کہ جنت اس کو ملے گا جو ذکرِ خدا بھی کرے اور ذکرِ مصطفےٰ بھی کرتا رہے۔۔۔ کیونکہ:۔۔۔ قرآن کا اعلان ہے:

ورفعنا لک ذکرک۔

وما علینا الا البلاغ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

نعت شریف

محمد (ﷺ) مصطفیٰ ہیں، مجتبیٰ ہیں
محمد (ﷺ) ابتداء ہیں، انتہا ہیں
محمد (ﷺ) شافع روز جزا ہیں
محمد (ﷺ) دافع رنج و بلا ہیں

محمد (ﷺ) کی حقیقت کون جانے
محمد (ﷺ) جلوۂ نور خدا ہیں
محمد (ﷺ) حامد و محمود و احمد
محمد (ﷺ) سربسر حمد خدا ہیں

محمد (ﷺ) پر درود اللہ بھیجے
سلامی دے رہے ارض و سما ہیں
محمد (ﷺ) ہیں سعید، انسان کامل
محمد (ﷺ) دو جہاں کے رہنما ہیں

از:

شارح مکتوبات امام ربانی

حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ


صلی اللہ علیہ وسلم

﴿موضوع﴾

اہل اللہ کی یادیں

آئی جواں کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

الحمدللہ الذی خلق السمٰوٰت والارضین والصلوٰۃ والسلام علی من بعث رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ و التابعین لھم باحسانٍ الی یوم الدین امابعد!

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم،بسم اللہ الرحمان الرحیم .وذکرھم بایام اللہ. (ابراہیم،۵)

صدق اللہ العظیم،وصدق رسولہ النبی الکریم.

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

معزز سامعین حضرات، برادران اہلسنّت ۔۔۔ادب خوردگان نگاہ محبت!

جو آیۂ کریمہ تلاوت کی گئی ہے۔۔۔اس کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ ”ان لوگوں کو اللہ کے دن یاد کراؤ“۔۔۔یعنی اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ کہیں لوگ اللہ کے دنوں کو فراموش نہ کر بیٹھیں۔۔۔نظر انداز نہ کر دیں۔۔۔ بھول نہ جائیں۔۔۔آپ گاہے بگاہے،انہیں اس کے دن یاد کراتے رہا کریں۔۔۔تاکہ وہ ان کے ذہن نشین رہیں۔۔۔اور وہ جان جائیں کہ یہ اللہ

کے دن ہیں۔۔۔اوران کی یہ قدر وراہمیت ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے دن کون سے ہیں؟۔۔۔کیا اس طرح بھی ہے کہ کچھ دن اللہ کے ہوں اور کچھ کسی اور کے؟۔۔۔نہیں۔۔۔ تمام دنوں اورراتوں کا خالق اور حقیقی مالک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وھو الذی خلق اللیل والنھار (الانبیآء،۳۳)

اوروہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے رات اوردن بنائے ہیں۔

یعنی راتوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ۔۔۔اوردنوں کو پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔۔۔

جس طرح دیگر مخلوق کی تخلیق میں کسی اور کا کوئی ذاتی حصہ نہیں۔۔۔ ایسے ہی زمین وآسمان اور دن ورات کی بناوٹ میں کوئی دوسرا شامل نہیں۔۔۔سب کا خالق ومالک خدائے قدوس ہے۔

اسی لیئے سب راتیں بھی اسی کی ہیں اورسارے دن بھی اسی کے۔

لیکن اس کے باوجود اعلان خداوندی یہی ہے:

وذکرھم بایام اللہ۔۔۔ان کواللہ تعالیٰ کے دن یاددلاؤ۔

توپھراس آیت کا کیا معنیٰ ہے؟۔۔۔اللہ کے دن یاد کرانے کا کیا مطلب ہے؟

تو آیئے! اس سوال کا جواب کتب تفاسیر میں تلاش کرتے ہیں:

آیت کے اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فذکرھم بما کان فی ایام اللہ الماضیۃ من النعمۃ او البلاء۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۵۵)

آپ اپنی قوم کو وہ واقعات یاد دلاؤ جو اللہ کے گزشتہ (مخصوص) دنوں میں رونما ہوئے، نعمت کی صورت میں یا مصیبت کے روپ میں۔

یعنی گزشتہ ایام میں سے، جن جن دنوں میں، اللہ تعالیٰ نے، جس جس قوم پر، جو جو نعمت نازل فرمائی۔۔۔ وہ بھی یاد دلاؤ اور جو جو مصیبت و زحمت وقوع پذیر ہوئی وہ بھی بتاؤ تا کہ یہ اس حقیقت پر ایمان رکھ سکیں کہ اگر خدائے لم یزل دشمنوں پر مصیبتیں بھیجتا ہے۔۔۔ تو اپنے دوستوں، پیاروں اور محبت کرنے والوں کو لازوال نعمتوں، رحمتوں اور دولتوں سے بھی نوازتا ہے۔

اگر اس نے دشمنوں کو تباہ و برباد کر کے ذلیل ورسوا کیا ہے۔۔۔ تو اپنے محبوبوں اور اطاعت گزاروں کو بامراد، دلشاد فرما کر، عزت و عظمت کا تاج بھی پہنا دیا ہے۔

لہٰذا منکروں کو نیست و نابود کرنا، یہ بھی ماننے والوں پر انعام ہے کہ

انہیں دشمنوں سے نجات دے کر راستہ صاف کردیا۔۔۔اور اہل محبت پر رحمتیں اور نعمتیں نازل کرنا، بھی احسان ہے اس سے دنیا والوں کو دکھا دیا کہ میں اپنے ماننے والوں کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔انہیں اپنے فضل وکرم سے مالا مال کردیتا ہوں۔

مذکورہ آیت میں اسی بات کو بیان فرمایا گیا ہے کہ جن دنوں میں اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے جس انداز میں بھی جو انعام فرمایا، اسے اپنی قوم کو بتاتے رہو تاکہ ان کی یاد قائم رہے

سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد وقتادہ اور دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہی کچھ ارشاد فرمایا ہے کہ "ایام اللہ" سے مراد وہ دن ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمائے۔

وذکرھم بایام اللہ کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی اپنی کتاب مدارک التنزیل المعروف تفسیر نسفی ج ۲ ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں:

بایام الانعام حیث ظلل علیھم الغمام وانزل علیھم المن والسلوی وخرق لھم البحر۔

معنی یہ ہے کہ آپ قوم کو "انعام والے دن" یاد کراؤ کہ جب خداوند قدوس عزوجل نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا، ان پر من اور سلویٰ اتارا اور ان کے لیے دریائے (نیل) کو پھاڑ دیا۔

حضرات محترم!۔۔۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم، بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات دلانے کے لیے، انہیں لے کر راتوں رات مصر سے روانہ ہوئے۔۔۔ صبح ہوئی تو فرعون، اپنا لشکر جرار لے کر، ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل کا قافلہ جب بحر قلزم کے کنارہ پر پہنچا ہی تھا کہ فرعون کے لشکر کی گرد وغبار اڑتی ہوئی دکھائی دی۔ تو وہ گھبرا گئے۔۔۔ انہوں نے یقین کرلیا کہ اب تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ نجات کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔۔۔ ان کے اضطراب والتہاب کو ملاحظہ فرما کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے، حکم خداوندی کے مطابق، اپنا عصا مبارک، سمندر پر مارا تو لوگ یہ دیکھ کر حیرت میں گم ہو گئے۔۔۔ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور ان کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی۔۔۔ کہ، سمندر کا پانی پھٹ گیا۔۔۔ سمٹ گیا۔۔۔ ہٹ گیا۔۔۔ درمیان سے جگہ چھوڑ گیا۔۔۔ ان کے گزرنے کے لیے راستہ بن گیا۔۔۔ اور وہ بخیر وعافیت ایک کنارے سے چل کر دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔۔۔ ان کی سواریوں کے

سُم بھی تر نہ ہوئے اور ان کے پاؤں تک پانی کا کوئی قطرہ بھی نہ آسکا۔

فرعونی جب سمندر کے کنارے پر پہنچے، تو بنی اسرائیل گزر چکے تھے۔۔۔لشکر فرعون نے بھی اپنے گھوڑے ڈال دیئے، لیکن قدرت کا عجب مظاہرہ ہوا کہ

جب سارے فرعونی سمندری راستے میں اتر گئے، تو پہاڑوں کی طرح تھمی ہوئی موجوں میں طغیانی آ گئی۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے فرعون اور اس کا سارا لشکر غرق ہو کر رہ گیا۔۔۔بنی اسرائیل نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

آج ان کا دشمن مر چکا تھا۔۔۔انہیں غلامی کی لعنت سے نجات مل چکی تھی، وہ آزادی کی نعمت سے سرفراز ہو چکے تھے۔۔۔پھر ان کی رشد و ہدایت کے لیے انہیں ایک کتاب عطا فرمانے کا فیصلہ ہوا۔۔۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو چالیس روز کی چلہ کشی کا حکم ملا۔۔۔آپ کوہ طور پر پہنچے۔۔۔آپ کی عدم موجودگی میں، سامری کے بہکانے سے، بنی اسرائیل، بچھڑے کی پوجا کرنے لگے۔۔۔آپ کے واپس آنے پر بچھڑے کے پجاریوں کے متعلق حکم نازل ہوا کہ جو لوگ شرک سے محفوظ رہے، وہ ان مشرکوں کو، تہ تیغ کریں۔۔۔بعد ازیں بنی اسرائیل، سمندر کے کنارے سے، اپنے وطن ملک شام لوٹے، جو

اس وقت عمالقہ کے قبضہ میں تھا۔۔۔انہیں حکم ملا کہ وہ قوم عمالقہ سے جہاد کر کے اپنا وطن آزاد کرائیں اور وہاں عقیدۂ توحید کی بنیاد پر اپنی حکومت قائم کریں۔۔۔اور آزادی اور عزت کی زندگی بسر کریں۔۔۔لیکن بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کر دیا۔۔۔اس کی باداش میں انہیں چالیس سال تک میدان تیہ میں ٹھہرنا پڑا۔۔۔لیکن حضرات!۔۔۔اللہ رب العزت کی توحید کی خاطر مصر سے ہجرت کرنے والوں کو خدا نے بے یار ومددگار نہ چھوڑا۔۔۔ان کی ضروریات کی کفالت فرمائی۔۔۔ان کے لیے غیبی انتظامات کیئے۔۔۔

ان پر اللہ تعالیٰ کی نوازشات جاری رہیں۔۔۔

آیئے۔۔۔خود قرآن کے الفاظ میں اس کا ذکر سنیئے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی.

(البقرہ،۵۷)

یعنی اے بنی اسرائیل! میری ان نعمتوں کو یاد کرو جب تم میدان تیہ میں تھے، تمہارے تمام ظاہری انتظامات ملیا میٹ تھے۔۔۔تم اس ریگستان کی خاک چھانتے پھرتے تھے۔۔۔جب ہر طرح کی امداد اور اعانت کے راستے بند ہو چکے تھے۔۔۔تو میری رحمت نے وہاں بھی تمہاری دستگیری فرمائی۔۔۔

میں نے تمہیں وہاں بھی تنہا نہیں چھوڑا۔۔۔ میں نے تم پر اپنی نوازشات کے گھنے سائے ڈال دیئے۔۔۔ تمہیں دھوپ سے بچانے کے لیے بادلوں کا سائبان تان دیا۔۔۔ پانی کے چشمے بہا دیئے۔۔۔ من سلویٰ کی خوراک مہیا فرمادی۔۔۔ اور اس چٹیل میدان میں تمہاری ضروریات کے جملہ سامان فراہم کر دیئے۔

سامعین کرام!۔۔۔ اس بے آب وگیاہ ریگستان میں بنی اسرائیل پر خدائے ذوالجلال کی طرف سے یہ بہت بڑی۔۔۔ لاثانی۔۔۔ لاجواب۔۔۔ ناقابل فراموش نعمتیں تھیں۔۔۔ وہ دن قابل صدرشک تھے، جن میں ایسے انعامات عظیمہ کا نزول ہوا۔۔۔ اس لیے خالق کائنات نے خصوصی طور پر ارشاد فرمایا:

وذکرھم بایام اللہ۔۔۔

پیارے!۔۔۔ جن دنوں میں ان پر وہ انعام نازل ہوئے، آپ انہیں وہ دن یاد دلائیں۔

کہیں یہ ان نعمتوں کو فراموش نہ کر بیٹھیں۔۔۔ اور شکر خداوندی سے تہی دامن نہ رہ جائیں۔۔۔ لہٰذا آپ گن، گن کر اپنی قوم کو وہ ساری نعمتیں جتاتے رہیں، تاکہ یہ انہیں یاد کر کے اپنے رب کی زیادہ سے زیادہ، عبادت

کریں اور اس کا شکر بجالائیں۔

محترم حضرات!۔۔۔ثابت ہوا کہ جن دنوں میں خدا کی طرف سے کوئی نعمت اترے۔۔۔ اس دن کو اور اس نعمت کو خود بھی یاد کرنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی یاد کرانا چاہیے۔

یادگار کلیم اللہ علیہ السلام:

محتشم سامعین حضرات!۔۔۔احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ہی اپنی یاد کو قائم نہیں رکھا۔۔۔ بلکہ خود تاجدار مدینہ، والی کائنات، امام الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے مبارک عمل سے اس یاد کو منایا بھی اور اپنی امت کو بھی ترغیب فرمائی ہے۔۔۔

سنیئے!۔۔۔اور ان لوگوں کی جہالت و نادانی پر افسوس کیجیئے۔۔۔جو آج گلی گلی یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ

یادیں نہیں منانی چاہییں، اسلام میں یادوں کا تصور نہیں، یادگاریں قائم کرنا بدعت ہے۔

اس واقعہ کے مرکزی راوی حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی، سیدنا عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

جلیل القدر محدثین نے مختلف اسناد اور مختلف الفاظ و انداز کے ساتھ اس واقعہ کو بڑی محبت و عقیدت کے ساتھ بیان کیا......اور اپنی خوش عقیدگی و خوش ذوقی کا اظہار فرمایا ہے۔۔۔واقعہ یہ ہے کہ جب سید دو عالم، رحمت مجسم، مدنی محبوب ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے۔۔۔تو دیکھا کہ یہود مدینہ عاشورآء یعنی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔روایت کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قدم النبی ﷺ المدینہ ۔۔۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے

فرای الیھود تصوم یوم عاشورآء۔۔۔

تو یہودیوں کو دس محرم کا روزہ رکھتے دیکھا

فقال ماھذا۔۔۔

آپ ﷺ نے ان سے اسکی وجہ دریافت فرمائی

قالوا ھذا یوم صالح۔

یہودیوں نے جواب دیا، یہ ایک شان والا دن ہے

ھذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوھم۔۔۔

یہ وہ عظیم و مبارک دن ہے، جس میں اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے

بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی

فصامه موسیٰ۔۔۔

تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس (یادگار کو مناتے ہوئے اس) دن کا روزہ رکھا تھا

اس لیئے آج ہم بھی اس دن کی یاد مناتے ہوئے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے یادگار، شاندار، عظیم اور مبارک دن کا ادب واحترام کرتے ہیں۔

حضرات محترم!۔۔۔یہودیوں کی زبان سے یہ جملہ سن کر حضور اکرم ﷺ خاموش نہیں ہوئے۔۔۔ ناراض بھی نہیں ہوئے کہ یہ تو بڑا غلط کام ہے۔۔۔ نیک لوگوں کی یادیں منانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔۔۔تم یہ کام کیوں کرتے ہو۔

آپ نے اس کا رد بھی نہیں کیا کہ میرے غلامو!۔۔۔کہیں تم بھی یادیں منانا شروع نہ کر دینا۔۔۔یہ کوئی دین نہیں۔۔۔کوئی ثواب کا کام نہیں ہے۔۔۔بس! اللہ اللہ کرتے رہو۔۔۔یہی کافی ہے۔۔۔نہیں!۔۔۔نہیں! ۔۔۔بلکہ یہود کا یہ جواب سن کر تاجدار مدینہ ﷺ نے فوراً لب مبارک کھولے۔۔۔ زبان مبارک کو حرکت دی۔۔۔دہن مقدس سے گلاب

وکستوری سے بھی زیادہ عطر بیز کلمات مبارکہ سے اہل محبت کی مشامِ جاں کو معطر فرمایا۔۔۔ان کے ذوقِ نہاں کو تازگی بخشی۔۔۔اور یہودیوں کو دوٹوک جواب ارشاد فرمایا:

فانا احق بموسیٰ منکم۔۔۔

اے یہودیو! کان کھول کر سن لو!۔۔۔تم پیارے کلیم کی یاد منانے پر فخر کر رہے ہو، اور یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ تمہارا ان سے زیادہ تعلق ہے ۔۔۔سنو!۔۔۔سنو!۔۔۔جو تعلق موسیٰ علیہ السلام کیساتھ مجھے حاصل ہے، وہ تمہیں بھی حاصل نہیں۔

فانا احق بموسی منکم۔۔۔

تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حقدار میں ہوں۔۔۔تم کیا جانو کہ ان کا مقام ومرتبہ کیا ہے۔۔۔اور بلندی ودرجہ کیا ہے؟

ان کی شان کو کما حقہٗ ہم ہی جانتے۔۔۔پہچانتے اور مانتے ہیں ۔۔۔اوران کی یاد کو بھی حقیقی طور پر صرف ہم ہی منا سکتے ہیں۔۔۔یہ حق صرف ہمارا ہے:

فصامه وامر بصيامه۔ (بخاری ج ا ص ۲۶۸)

پھر رسول اللہ ﷺ نے، اس امر کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے، یعنی سیدنا

موسیٰ علیہ السلام کی یاد مناتے ہوئے، دس محرم کا روزہ خود بھی رکھا۔۔۔اور غلاموں کو بھی روزہ رکھ کر، یہ یاد منانے کی سعادت میں شریک ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرات محترم!۔۔۔ثابت ہو گیا کہ آج بھی ساری دنیا کے مسلمان دس محرم کا روزہ رکھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی یاد منا رہے ہیں۔

دعوت فکر ہے ان لوگوں کے لیے جو یادیں مٹانے کا درس دیتے رہتے ہیں۔انہیں پوچھیے!۔۔۔کیا تم رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ خود کو دین کا محافظ سمجھتے ہو؟۔۔۔مسلمانوں پر فتویٰ بازی دراصل رسول اللہ ﷺ پر فتویٰ بازی ہے۔۔۔کیوں کہ بے چارے مسلمانوں کا اگر کوئی "قصور" ہے، تو فقط اتنا کہ وہ خوش نصیب اپنا:

وہ فرض محبت ادا کر رہے ہیں

نبی کی ادا کو ادا کر رہے ہیں

معلوم ہوا کہ یاد منانے کا آغاز خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔۔۔یاد منانے کے دشمنوں کو میں صرف اک بات کہنا چاہتا ہوں کہ یا تو دس محرم کے روزے کا انکار کر دو۔۔۔ورنہ مان جاؤ کہ یادیں منانا بدعت نہیں۔۔۔محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری سنت ہے۔

یادگار حبیب اللہ ﷺ:

معزز سامعین!۔۔۔میں نے یہ بات بڑے وثوق سے عرض کی ہے کہ یادیں منانا ہم سنیوں کی ایجاد نہیں۔۔۔بلکہ اس کے موجد خود سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اس دعوی کی ایک دلیل قاطع مزید آپ کے ذوق سماعت کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ذرا توجہ فرمائیں!

پیر شریف کا دن ہے۔۔۔اور مدنی محبوب روزہ سے ہیں۔۔۔غلامان رسول عاشقان مصطفےٰ (ﷺ)۔۔۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، نے جب آپ کا یہ مبارک عمل ملاحظہ کیا......تو بارگاہ رسالت میں اس کی وجہ دریافت کی۔

کیونکہ یہ بندۂ مومن کی فطرت ہے کہ اگر کوئی صحت مند، توانا، طاقتور شخص ماہ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھے تو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ازراہ تعجب پوچھتے ہیں کہ اس نے روزہ کیوں نہیں رکھا؟

اور اگر کوئی معزز، محترم، معظم، ہستی ہمارے ہاں تشریف فرما ہو۔۔۔اور ہم ان کے لیے بھرپور اور پرتکلف دعوت کا اہتمام کریں۔۔۔مرغن غذائیں تیار کریں۔۔۔خوش ذائقہ ماکولات ومشروبات دسترخوان پر چن

دیں۔۔۔اور پورے ادب واحترام اور محبت وچاہت کے ساتھ سے ان کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ

ہماری خوش نصیبی ہوگی اگر آپ ذرہ نوازی کرتے ہوئے کچھ تناول اور یا نوش فرمالیں!۔۔۔لیکن ادھر سے جواب ملے کہ آپ کی محبت قابل ستائش لیکن میں کچھ نہیں لوں گا۔۔۔اب آپ کی حالت جو ہوگی وہ آپ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔۔۔آپ نہایت افسردگی وندامت کے ساتھ۔۔۔دست بستہ عرض گذار ہوں گے۔۔۔حضور والا!۔۔۔کیا ہماری محبت میں کوئی کمی رہ گئی؟۔۔۔

عالی جناب! کیا کوئی کوتاہی سرزد ہوگئی؟

وہ بزرگ مسکرا کر ارشاد فرمائیں کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔آپ نے محبت کی انتہا کردی۔۔۔انتظام بہت خوب کیا۔۔۔میری شخصیت سے بڑھ کر اہتمام کیا ہے۔لیکن میں کھانا نہیں کھاؤں گا؟

آپ بڑی لجاجت کے ساتھ پوچھیں گے حضور!۔۔۔کیوں؟

اگر وہ ارشاد فرماہوں کہ بھئی! میں روزے سے ہوں۔

تو اب آپ جھٹ سے سوال کریں گے کہ حضرت!۔۔۔آج روزہ کیسا؟

دیکھ لیا آپ نے!۔۔۔کہ جس طرح رمضان میں روزہ نہ رکھنا، قابل نفرت

ہے۔۔۔اسی طرح غیر رمضان میں روزہ رکھنا باعث حیرت ہے۔

اسی اسلامی مزاج کی بدولت، جب سرکار کائنات ﷺ نے غیر رمضان میں، پیر شریف یعنی سوموار کو روزہ رکھا۔۔۔تو اسیران زلف دوتا، صحابہ کرام ﷺ کو حیرت ہوئی کہ آج روزہ کیسا؟۔۔۔روزہ کیوں رکھا گیا؟۔۔۔ سنیے!۔۔۔

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارگاہ سرور دو عالم ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔

ان رسول اللہ ﷺ سئل عن صوم الاثنین

رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ!۔۔۔آپ نے اس دن کا روزہ کیوں رکھا ہے؟۔۔۔تو آپ نے اپنے غلاموں کو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے دوٹوک ارشاد فرمادیا:

فیہ ولدت۔(مسلم ج ا ص ۳۶۸)

- پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب دریافت کرنے والو! آگاہ ہو جاؤ!

یہ وہ دن ہے جس دن میرا میلاد ہوا تھا۔

میں اپنا میلاد اور اپنی یاد مناتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھتا ہوں۔

ثابت ہوا کہ سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام کی یاد کو بھی حضور ﷺ نے منایا۔۔۔اور اپنے

میلاد کی یاد کو بھی خود حضور ﷺ نے منایا۔

یادگار خلیل اللہ علیہ السلام:

حضرات مکرم!۔۔۔ یادوں کے منکر کہاں کہاں سے بھاگیں گے۔۔ اور کس کس یاد کا انکار کریں گے۔۔۔ یہ یادیں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہیں...... محترم سامعین! مجھے بتائیے!۔۔۔ عید قربان کے موقع پر بڑے بڑے قیمتی قد آور جانور، جو اندازے سے باہر ہیں۔۔۔ بارگاہ خداوندی میں نذر کیئے جاتے ہیں یہ کس کی سنت ہیں؟۔۔۔ کسی مولوی کی؟۔۔۔ کسی عالم، پیر اور صوفی کی؟۔۔۔ کسی امیر، سفیر اور وزیر کی؟۔۔۔ نہیں، نہیں۔

اس کی کیا حقیقت ہے۔ آؤ!۔۔۔ میں نہیں کہتا۔۔۔ کیونکہ اس سوال کا جواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چودہ صدیاں پہلے حاصل کر لیا تھا۔

انہوں نے پوچھا تھا:

یارسول اللہ ماھذہ الاضاحی

یارسول اللہ!۔۔۔ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ ہم ہر سال اتنے جانور ذبح کیوں کرتے ہیں؟

تو رسول پاک ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

سنة ابیکم ابراھیم ۔(ابن ماجہ ص ۲۳۳)

صحابہ! یہ تمہارے بزرگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

ہم قربانیاں پیش کر کے ہر سال ان کی یاد مناتے ہیں۔

خود قرآن نے بھی اپنی لافانی زبان میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

وترکنا علیه فی الآخرین (الصافآت، ۱۰۸)

یعنی جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے، حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے، اپنے لخت جگر کو، ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا۔۔۔ اور ان کی نازک گردن پر، چھری پھیرنے ہی لگے تھے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور جنت سے جانور بھیج کا فدیہ بنا دیا۔۔۔ اور پھر رہتی دنیا تک ان کی یاد کو قائم رکھ دیا۔۔۔ تا کہ ہر کسی پر واضح ہو جائے کہ

اسلام یادگاریں مٹانے نہیں۔۔۔ بلکہ منانے آیا ہے۔ اور یہ بھی جان لیا جائے کہ

یادیں منانا شرک و بدعت نہیں۔۔۔ سراسر عشق و محبت ہے۔

حضرات!۔۔۔ کمال یہ ہے کہ خوف خدا اور شرم نبی سے عاری ہو کر، بزرگوں کی یادیں منانے والوں پر کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کے، بے رحم فتوے چسپاں کرنے والے بھی اس سے پوری طرح ''آلودہ دامن'' نظر آتے ہیں۔

انہیں کہہ دو!۔۔۔ کہ تم تو یادوں کے دشمن ہو۔۔۔ آج تمہیں کیا ہو گیا

کہ تم نہ صرف جانور ذبح کر رہے ہو۔۔۔ بلکہ ان کی کھالیں لینے کے لیے بھی سردھڑ کی بازی لگا رہے ہو۔۔۔ جب یاد منانا ہی شرک و بدعت ہے۔۔۔ تو ان جانوروں کی کھالیں کیسے جائز ہو گئیں۔

یا تو کھالیں لینے سے توبہ کرو۔۔۔ ورنہ مان جاؤ کہ یادوں کے بغیر تمہارا ابھی گزارا نہیں۔

حضرات محترم!۔۔۔ یہ خدائی انتقام ہے ان لوگوں سے۔۔۔ اگر یہ لوگ اپنے فتووں میں سچے ہیں تو قربانیاں بند کرا کے دکھائیں۔۔۔ انشاء اللہ العزیز!۔۔۔ انہوں نے جس دن اس یاد کو بند کر دیا، اس کے ساتھ ہی ان کے مدرسے۔۔۔ ان کی مسجدیں۔۔۔ اور جہادی تنظیموں کا بھی کچومر نکل جائے گا۔

نادانو!۔۔۔ جہاں پیٹ کا مسئلہ آئے۔۔۔ وہاں یادیں منانا درست ہے اور جہاں رحمۃ للعالمین ﷺ کے میلاد کا معاملہ ہو۔۔۔ تو یاد منانا شرک ہو جاتا ہے۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حج کی یادگاریں:

لوگو!۔۔۔بات صرف قربانی کی ہی نہیں ہے، حج بیت اللہ کو دیکھ لیجیئے! یہ کتنی یادوں سے وابستہ ہے۔۔۔ایک حج وعمرہ کرنے والا، ضمناً کتنی یادگاروں کو قائم رکھتا ہے۔۔۔حج سارے کا سارا کیا ہے؟۔۔۔تو سنیئے!

حج......خلیل اللہ کی دعاؤں کا نام ہے

حج......ذبیح اللہ کی وفاؤں کا نام ہے اور

حج......حبیب اللہ کی اداؤں کی نام ہے

سامعین ذی وقار!۔۔۔مناسک حج پہ غور کیجیئے۔۔۔حج کے اعمال میں سے ایک عمل کام ہے۔رمل۔۔۔یعنی جب طواف کیا جاتا ہے۔۔۔تو اس کے پہلے تین چکروں میں۔۔۔پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کے، کولہے مٹا کے، گردان اکڑا کے، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کے چلنا چاہیے۔۔۔کیونکہ جب سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، جماعت صحابہ ﷺ کو ساتھ لے کر، حج مبارک کے ارادے سے، مکہ مکرمہ آئے۔۔۔تو اہل مکہ کے کچھ لوگوں نے یہ طعنہ دیا تھا کہ یہ فاقہ مست، تنگ دست، بخار سے جھلسے ہوئے اور بیماری کے ستائے ہوئے، لوگ ہیں۔۔۔ان کمزور، لاغر اور نحیف لوگوں نے کیا حج وطواف کرنا ہے۔۔۔اس کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے غلاموں کو طواف میں

رمل کرنے کا حکم دیا۔۔۔جب صحابہ کرام ﷺ نے وہ عمل کیا۔۔۔تو خدا کو اتنا پسند آیا، اتنا اچھا لگا کہ اس نے قیامت تک کے لیے اسے طواف کا حصہ بنا دیا۔

اس دن سے لے کر آج تک۔۔۔اور آج سے لے کر تا قیامت۔ہر حج وعمرہ کرنے والا، طواف میں، رمل کر کے، صحابہ کی یاد منا رہا ہے۔۔۔اور مسلک اہلسنت کی صداقت پر مہر تصدیق لگا رہا ہے۔

والحمدلله علیٰ ذلک۔

سامعین محترم!۔۔۔یہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کیا ہے؟۔۔۔یہ ام اسماعیل، سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کی ایک یاد ہی ایک تو ہے۔۔۔ورنہ پوچھیئے! حجاج کرام اور معتمرین عظام سے کہ

کیا وہاں پانی کی تلاش میں دوڑتے ہیں؟۔۔۔کیا کوئی پانی کی کمی ہے؟۔۔۔وہاں ہر جگہ پانی کی فراوانی نہیں ہے؟۔۔۔اُس وقت تو پینے کے لیے نہیں ملتا تھا، آج تو لوگ اس پانی سے نہاتے بھی ہیں اور اپنے علاقوں میں بہت سارا پانی لیجاتے بھی ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ بوڑھے۔۔۔جوان۔۔۔نوجوان۔۔۔پہلوان۔۔۔غریب۔۔۔امیر۔۔۔وزیر۔۔۔بادشاہ۔۔۔ہر کوئی صفا ومروہ پر دوڑ رہا ہے۔۔۔تو ایک ہی جواب آئے گا کہ ہم جناب ہاجرہ کی سنت پر عمل کر

رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ صفا و مروہ پر سعی فرما رہی تھیں۔۔۔تو اللہ کو ان کا یہ عمل اتنا محبوب ہوا۔۔۔اور اس نے قیامت تک آنے والوں کے لیے اس سعی کو لازم کر دیا ہے۔۔۔فرمایا:۔۔۔جب تک حضرت ہاجرہ کی اداد کو نہیں اپناؤ گے تمہارا حج ہی قبول نہ ہوگا۔

تو حضرات!۔۔۔بظاہر حاجی سعی بین الصفا والمروہ کر رہا ہے۔۔۔اور در حقیقت وہ سیدہ ہاجرہ کی سنت کو ادا کر رہا ہے۔

ثابت ہوا کہ یادوں کو مٹانا نہیں چاہیے۔۔۔بلکہ انہیں زندہ رکھنا چاہیے۔

حضرات گرامی!۔۔۔کیا آپ مقام ابراہیم کو جانتے ہیں؟۔۔۔جو کعبہ مقدسہ میں آج بھی بخیر و حفاظت موجود ہے۔۔۔یادوں کے سب سے بڑے دشمن بھی اسے ہٹا نہیں سکے۔۔۔اسے مٹا نہیں سکے۔۔۔اور یہ ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔کیونکہ خود اللہ رب العزت نے قرآن میں بیان فرمایا ہے کہ:

فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ۔(آل عمران،۹۷)

مکہ مکرمہ میں بڑی نشانیاں ہیں،ان میں ایک مقام ابراہیم ہے۔

یہ کیا چیز ہے؟۔۔۔اللہ تعالیٰ کے نبی،اس کے رسول،پیارے خلیل،حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر کو اپنے قدموں سے لگایا۔۔۔اور اس پر قیام

فرما کر تعمیر کعبۂ مقدسہ کو مکمل فرمایا، اس پتھر نے آپ کے قدم کے نشانات کو اپنے سینے پہ سجالیا۔۔۔بس اسی نسبت کی وجہ سے اللہ نے اسے اپنے گھر میں لگا دیا......اور پھر یہ حکم فرمادیا:

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔(البقرہ،۱۲۵)

لوگو! مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ بنالو۔

اسے جائے نماز بنالو۔۔۔مصلی بنالو۔۔۔اپنی جبین نیاز اس کے سامنے جھکادو۔۔۔طواف کے بعد دو رکعت اس کے بالمقابل کھڑے ہو کر ادا کرو۔۔ یہ میرے خلیل کا نقش قدم ہے۔۔۔میں نے اسے اپنے گھر میں قائم رکھا ہے۔۔۔تاکہ معمار کعبہ، ابراہیم علیہ السلام کی یاد منائی جاتی رہے۔

تم مصلّٰی بنالو تاکہ عبادت میری ہوتی رہے اور ادب میرے خلیل کا ہوتا رہے۔

ذکر میرا ہوگا۔۔۔یاد اسکی ہوگی

نماز میری ہوگی۔۔۔نیاز اس کی ہوگی

سر میری طرف ہوگا۔۔۔اور دل ابراہیم کی طرف ہوگا

اب جو لوگ یادوں کے دشمن ہیں اور انہیں مٹانا چاہتے ہیں آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کا مقابلہ ہمارے ساتھ نہیں۔۔۔بلکہ خدا کے ساتھ ہے۔۔۔وہ

انہیں قائم رکھنا چاہتا ہے۔۔۔اور یہ مٹانے کے لیے سرگرداں ہیں۔

حجر اسود کا بوسہ:

سامعین حضرات!......بات صرف "مقامِ ابراہیم" پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔۔۔بلکہ طواف کعبہ کے اختتام پر اگر یادِ خلیل کا فرما ہے۔۔۔تو طواف کے آغاز میں "حجر اسود" کا بوسہ بھی تو ہے۔۔۔وہ کیا ہے؟۔۔۔عجب تماشہ ہے، یارو!۔۔۔نبیوں، ولیوں کے ادب واحترام سے منہ موڑ کر لوگ کعبہ مقدسہ چلے گئے، کہ شاید جان چھوٹ جائے۔۔۔لیکن وہاں جا کر مزید پھنس گئے کہ یہاں نبیوں، ولیوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے نہیں دیتے اور وہاں جا کر پتھروں کے بوسے لے رہے ہیں۔۔۔ان کے آگے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھ رہے ہیں۔۔۔ان کے درمیان سعی کر رہے ہیں۔۔۔

گویا!۔۔۔ فرمن المطر و قام تحت المیزاب

بارش سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے

اب آیئے۔۔۔دیکھیے!۔۔۔فرمانروائے عرب، خلیفہ دوم، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جن کے سائے سے بھی شیطان بھاگتا ہے۔۔۔حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لولا انی رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک

ماقبلتک۔(بخاری ج اص ۲۱۸)

اے حجر اسود!۔۔۔اگر میرے آقا، رسول اللہ ﷺ نے تجھے چوما نہ ہوتا۔۔۔تو اگرچہ تو خانہ کعبہ کے ساتھ بھی لگا ہے۔۔۔جنت سے آیا ہے میں تجھے کبھی نہ چومتا۔۔۔لیکن اب ضرور چوموں گا۔۔۔اب چومنا میرا ایمان ہے۔۔۔اب چومے بغیر رہا نہیں جاتا۔۔۔اب چومے بغیر چین نہیں۔۔۔اب میں تجھے چوم کر رہوں گا۔۔۔کیونکہ تجھے میرے آقا نے چوما ہے۔

اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔۔۔اب تجھے ضرور چوموں گا۔۔۔کیونکہ میرے رسول نے تجھے بوسہ دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ۔۔۔حضور ﷺ کے سچے غلام آپ کی یادیں، صرف آج ہی نہیں، پہلے دن سے منا رہے ہیں۔

سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا عمل:

محترم سامعین!۔۔۔اس سلسلے میں آپ کو ایک اور محبت بھرا عمل بھی بتاتا چلوں، تاکہ آپ کے ذوق کو مزید تازگی۔۔۔اور روح کو بالیدگی ملے اور آپ کو علم الیقین ہو جائے کہ واقعۃً یہی موقف برحق ہے کہ یادوں کو مٹانا نہیں چاہیے۔۔۔بلکہ زندہ رکھنا چاہیے۔

توجہ فرمائیں!......ایک موقع تھا کہ، سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اپنی لے میں اذان پڑھ رہے ہیں۔۔۔فضا مست و بے خود ہے۔۔۔پیر و جواں جھوم رہے ہیں۔۔۔بچے اس اذان کی نقل کرنے لگے۔۔۔جو لفظ اور جملہ زبان بلال سے ادا ہوتا ہے۔۔۔وہ کم سن بچے بھی اسے اسی طرح ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔ان میں ایک بچہ جو عمر میں ذرا بڑا تھا۔۔۔اور اس کی آواز بھی دوسروں سے بلند بھی تھی اور سریلی بھی۔۔۔جب انہوں نے نقل اتاری۔۔۔تو دوسرے لمحے وہ نقل بمطابق اصل ہوگئی۔۔۔کیونکہ اس پر میرے آقا کی نظر پڑگئی۔۔۔سرکار خوش ہوئے۔۔۔آپ نے انہیں اپنے پاس بلایا۔۔۔ان کی پیشانی کے اگلے بالوں پر دست شفقت ورحمت پھیرا۔۔۔دعائیں دیں۔۔۔اور رخصت کردیا۔۔۔وہ گھر پہنچے۔۔۔اور اپنی ماں سے اس کا تذکرہ کیا۔۔۔ماں نے سنا۔۔۔اور جھوم گئی۔۔۔

بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ زندگی میں کسی وقت ان بالوں کو ہرگز نہ کاٹنا۔۔۔کیونکہ ان بالوں پر حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ پڑ گئے ہیں۔۔۔ان کی قدر کرنا۔۔۔ان سے محبت کرنا۔۔۔بطور تبرک اور آقا کی یادگار کے طور پر انہیں چھوڑ دینا۔۔۔باقی بال منڈواتے رہنا۔۔۔میں تجھے نہیں روکتی۔۔۔لیکن بالوں کو منڈوانے کی میں تجھے اجازت نہیں دیتی۔

اور پھر مزہ آ گیا۔۔۔حضرات!

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ جو مکہ مکرمہ کے مؤذن تھے۔۔۔انہوں نے عمر بھر ان بالوں کو نہ کٹوایا۔۔۔وہ حصہ چھوڑ دیا۔۔۔بال بڑھتے ہی گئے۔۔۔بڑھتے ہی گئے۔۔۔اس قدر بڑھے کہ آپ بیٹھتے اور بالوں کو کھولتے تو وہ زمین پر پھیل جاتے تھے۔۔۔لوگوں نے وجہ دریافت کی۔۔۔تو حضرت ابو محذورہ بولے۔۔۔فرمایا۔۔۔:

ان رسول اللہ ﷺ مسح علیھا بیدہ۔

ان بالوں پر رسول خدا ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تھا۔

اس لیے میں انہیں کاٹتا نہیں ہوں۔ مزید فرمایا:۔۔۔میرا پختہ ارادہ ہے

فلم اکن لاحلق حتی مات

ابو محذورہ مر تو سکتا ہے۔۔۔لیکن جن بالوں پر دست رسول لگا ہے۔۔۔انہیں کٹوا نہیں سکتا۔

اس واقعہ کے راوی کا بیان ہے:

فلم یحلقھا حتی مات۔ (المستدرک ج ۳ ص ۵۱۴، ابوداؤد ج ۱ ص ۷۳)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال تک ان بالوں کو نہیں کاٹا۔

محترم حضرات!۔۔۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ جانتے تھے۔۔۔اور ہم سے

زیادہ اسلام کو مانتے تھے۔۔۔وہ اسلامی نقطۂ نظر سے اچھی طرح آگاہ تھے۔۔۔وہ سمجھتے تھے کہ اسلام بھی یہی چاہتا ہے۔۔۔کہ۔۔۔یادوں کو زندہ رکھنا چاہیئے۔

جشن میلاد ہوتا رہے گا:

حضرات۔۔۔اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ

اگر سر کے چند بالوں پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پڑ جائے۔۔۔انگلیاں لگ جائیں۔۔۔فقط آپ انہیں چھولیں۔۔۔تو ان بالوں کو کاٹا نہیں جاتا۔۔۔اسے یادگار بنالیا جاتا ہے۔۔۔اسے ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔۔۔تو جب آپ کا وجود مقدس اس سرزمین پر تشریف لے آئے۔۔۔اور پوری انسانیت کو نواز دے۔۔۔گنہگاروں پر اپنی رحمت کی چادر ڈال دے۔۔۔زحمتیں ختم ہو جائیں۔۔۔مصیبتیں کافور ہو جائیں۔۔۔تو کیا اس دن کو نہیں منانا چاہیئے۔۔۔اسے یادگار نہیں بنانا چاہیئے۔

اگر صرف حضرت ابومحذورہ ؓ پر کرم ہو تو وہ کہتے ہیں:۔۔۔میں مرتے دم تک اس یاد کو قائم رکھوں گا۔۔۔تو ولادت نبوی پر ساری انسانیت پر کرم ہوا تھا۔۔۔اس لیے ہم کہتے ہیں:۔۔۔اور بیانگ دہل کہتے ہیں۔۔۔ہم مرتو سکتے ہیں۔۔۔لیکن ذکر میلاد نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔مرتے وقت بھی

ہماری زبانوں پر اپنے آقا کا ذکر جاری رہے گا۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے، جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرات گرامی قدر!۔۔۔جب تک غلامان رسول رہیں گے۔۔۔ یہ نعرے لگتے رہیں گے۔۔۔جلسے ہوتے رہیں گے۔۔۔محفلیں سجتی رہیں گی۔۔۔رحمتیں اترتی رہیں گی۔۔۔ذکر واذکار ہوتے رہیں گے۔۔۔حضور کی یاد مناتے رہیں گے۔۔۔اور جشن میلاد کرتے رہیں گے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہلسنت کو آباد رکھے یہ جشن میلاد ہوتا رہے گا

صحابہ کا نعرہ:

حضرات گرامی!۔۔۔یاد رکھیں یہ نعرہ صرف آج کے اہلسنت کا نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام ﷡ نے بھی یہی نعرہ لگایا تھا۔۔۔جب آقائے کائنات ﷺ نے انہیں نوازا۔۔۔اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف

فرمایا۔۔۔تو صحابہ کرام ﷺ نے عظیم جشن وجلوس کا اہتمام کر کے دوٹوک دنیا والوں کو اپنے عزم بالجزم کی اطلاع یوں دی۔۔۔فرمایا:

طلع البدر علینا۔۔۔من ثنیات الوداع

لوگو، دیکھو!۔۔۔"وداع" کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع فرما چکا ہے۔

وجب الشکر علینا۔۔۔مادعا للہ داع

اس عظیم فضل وکرم کا شکر ادا کرنا ہم پر واجب ہے۔۔۔کیا ایک بار۔۔۔یا۔۔۔دوبار۔۔۔ایک سال۔۔۔یا دوسال۔۔۔صحابہ کرام نے جواب:۔۔۔صرف ایک آدھ بار نہیں۔۔۔بلکہ

ہمارا نعرہ ہے مادعا للہ داع کہ جب تک اللہ کی طرف ایک دعوت دینے والا ہے۔(دلائل النبوہ ج۲ ص۵۰۷)

یعنی سرکار کا کوئی ایک غلام بھی زندہ رہے گا۔۔۔

تو اس آمد وتشریف آوری یاد کے طور پر جشن مناتا رہے گا۔

معلوم ہوا یادیں قائم رکھنا اور" آمد مصطفےٰ" کے ترانے الاپنا صحابہ کرام ﷺ کی سنت ہے۔۔۔خدا کا فضل ہے کہ ہمارے جلسے، جلوس، نعرے، یادیں اور میلاد منانا صحابہ کرام ﷺ سے ثابت ہے۔

جاہل لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ یادیں آج سنیوں نے گھڑ رکھی ہیں۔۔۔

یہ ان لوگوں کا جھوٹ بھی ہے اور بہتان بھی۔

یہ یادیں ہماری ایجاد نہیں۔۔۔ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

آیئے!۔۔۔ آخر میں ایک بات عرض کر کے گفتگو کا سلسلہ ختم کروں۔

صحابہ کا طریقہ:

ایک مرتبہ انصار مدینہ نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ ہم پر جو خدا کا انعام ہوا ہے کہ اس نے ہمیں دولت ایمان سے مالا مال کیا ہے۔۔۔ اس دن کو یاد کرتے ہوئے ایک دن اجتماع کریں۔۔۔ جب باہمی مشورہ ہوا۔۔۔ تو بعض نے ہفتہ کے دن کی تجویز دی۔۔۔ لیکن ہفتہ کے دن کو یہودیوں کا دن کہہ کر رد کیا۔۔۔ اور اتوار کو عیسائیوں کا دن قرار دے کر ترک کر دیا۔۔۔ پھر جمعہ کے دن پر تمام کا اتفاق ہو گیا۔۔۔ چنانچہ تمام مسلمان سیدنا ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر جمع ہوئے۔۔۔ ذکر واذکار رہا۔۔۔ جس دن انہوں نے رسول پاک ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کی غلامی کا اعزاز پایا۔۔۔ اس کی یاد منائی۔۔۔ اجتماع و محفل ہوئی۔۔۔ اور آخر میں ان کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔۔۔ اور یہ لنگر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، جو سب کو کافی ہو گیا۔

محترم حضرات!۔۔۔یہ خود ساختہ کہانی نہیں سنا رہا۔۔۔بلکہ اس واقعہ کو فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۲ ص ۵۵۳ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے ،مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۵۹ میں امام عبدالرزاق نے نقل کیا۔۔۔ اور دیگر کتابوں میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نعمت اور فضل والے دن کو یاد رکھنا چاہیئے اس کی یاد منانا چاہیئے۔۔۔اس کی یاد میں جلسہ،اجتماع اور محفل کا اہتمام کرنا بھی جائز ہے۔۔۔اور حاضرین کو لنگر اور تبرک پیش کرنا بھی درست ہے۔

اور یہی اہلسنت کا معمول ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔آمین

وما علینا الا البلاغ المبین


وانك لعلى خلق عظيم

﴿موضوع﴾

احسان کیوں جتایا؟

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

نحمدهٗ ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم الرؤف
الرحیم شفیع المذنبین راحة العاشقین مراد المشتاقین شمس
العارفین سراج السالکین رحمة للعالمین سیدنا وسندنا واعلٰنا
واولانا وملجانا ومولانا محمدن المصطفیٰ وعلیٰ اٰله المجتبیٰ
واصحابه وازواجه وذریاته وامته جمیعاً. اما بعد!......فاعوذبالله
من الشیطٰن الرجیم، بسم الله الرحمٰن الرحیم.

لقد من الله علی المؤمنین اذا بعث فیهم رسولا من
انفسهم یتلو علیهم اٰیٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة
وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین. (آل عمران،۱۶۴)

صدق الله مولانا العظیم، وبلغنا رسوله الکریم.

ان الله وملٰئکتهٗ یصلون علی النبی یآایهاالذین اٰمنوا صلوا علیه
وسلموا تسلیما.

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب الله

معزز حاضرین و محترم سامعین، برادران اہلسنت، ادب خوردگان نگاہ محبت!
اللہ جل جلالہٗ نے اپنے پیارے خلیل، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیل اس کو ساتھ ملایا۔۔۔ اور بیت اللہ کی تعمیر شروع کر دی۔۔۔ جب حکم کی تعمیل ہو گئی۔۔۔ خانہ کعبہ کی تکمیل ہو گئی۔۔۔ تو دونوں نبی دست بدعا ہو گئے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے: سنیے!۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (البقرۃ، ۱۲۷)

اور جب اٹھاتا تھا حضرت ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل، یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے
مزید عرض کرتے ہیں:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ (البقرۃ، ۱۲۹)

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں

خوب ستھرا فرمادے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

محترم سامعین!۔۔۔حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام نے اس موقع پر ہمارے آقا ﷺ کی آمد و بعثت کے متعلق دعا مانگی ہے۔۔۔اور توجہ فرمائیں۔۔۔ دعا مانگنے والے خلیل اللہ ہیں۔۔۔آمین کہنے والے ذبیح اللہ ہیں۔۔۔اور جن کے متعلق دعا مانگی گئی وہ محمد رسول اللہ ہیں۔۔۔جیسا کہ حضور ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود فرمایا: انا دعوۃ ابراھیم۔

(المستدرک ج۲ص۶۵۶)

مطلوب خلیل علیہ السلام اور مسئول ذبیح علیہ السلام جب تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگیا: گویا۔۔۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج کر احسان جتایا۔ آیئے!۔۔۔بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں: کہ یا اللہ! تو نے احسان کیوں جتایا؟۔۔۔حالانکہ تیرا فرمان ہے:

یاایھا الذین امنوا لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی۔

(البقرۃ،۲۶۴)

ترجمہ

جبکہ خود احسان جتا رہا ہے۔۔۔حالانکہ تو نے ہم پر بڑی بڑی نوازشیں کی ہیں۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔بڑے بڑے فضل کیے۔۔۔لیکن

احسان نہ جتایا۔۔۔تونے ہمارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔آسمان کو چھت بنایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔آسمان سے باران رحمت کا نزول فرمایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔زمین سے طرح طرح کے میوہ جات کو اگایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔بساطِ کائنات کو بچھایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔آسمان کی چھت کو چاند۔۔۔سورج۔۔۔اور ستاروں سے سجایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔مولا!۔۔تونے جنت کو نزہت عطا فرمائی۔۔۔حوروں کو زینت بخشی۔۔۔اور افلاک کو رفعت سے نوازا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

اے خالق ومالک!۔۔۔تونے۔۔۔۔

❁......حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔انہیں اپنے دست قدرت سے بنایا۔۔۔کل اسماء کا علم پڑھایا۔۔۔سارے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔۔۔سانہیں جنت میں بسایا۔۔۔اور پھر ساری نسل انسانی کا باپ بنایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا

❁......حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔۔۔جن کے کہنے پر تونے سارے کافروں کو تباہ فرمایا۔۔۔اور ان کی کشتی کو جودی پہاڑ کے کنارے لگایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

❁......حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔جنہوں نے تیرے لیے۔۔۔سب

کچھ لٹا دیا۔۔۔عزیز و اقارب سے مقابلہ کیا۔۔۔تیرے نام پر آگ میں بھی کود پڑے۔۔۔اور صرف تیری رضا کی خاطر۔۔۔بڑھاپے کے سہارے۔۔۔ آرزوؤں ۔۔۔اور تمناؤں کے مرکز۔۔۔اپنے نور نظر۔۔۔لخت جگر۔۔۔چاند سے حسین بیٹے کے گلے پہ چھری چلانے کے لیے آستیں چڑھالیں۔۔۔تو نے دنبہ کو فدیہ بنایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔

❁......حضرت اسماعیل علیہ السلام جنہوں نے اپنی چڑھتی جوانی تیرے نام کردی۔۔۔محض تیری رضا کے لیے۔۔۔اپنی نازک گردن کو پیش کردیا۔۔۔اور عرض کیا۔۔۔"سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے"۔۔۔تو نے ان کی قربانی کو قبول فرمایا۔۔۔اور انہیں ذبح ہونے سے بچایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔

❁......حضرت یعقوب علیہ السلام ۔۔۔اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔ جنہیں تو نے چالیس سال تک جدائی میں رلایا۔۔۔باپ رو رو کر نابینا ہوگیا۔۔۔بیٹے کو کبھی کنویں میں گرایا جاتا ہے۔۔۔اور کبھی غلام بنا کر بیچا جاتا ہے۔۔۔پھر قید کی مشقت اٹھاتا ہے۔۔۔پھر ایک وقت آتا ہے کہ تو اسے مصر کی بادشاہت عنائت فرماتا ہے۔۔۔بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے در کا سوالی بناتا ہے۔۔۔پھر وہ وقت بھی آیا کہ تو نے باپ اور بیٹے کو ایک دوسرے سے ملایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔

❁......حضرت داؤد علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔جن کے لیے تو نے پہاڑوں کو مسخر بنایا ۔۔۔انہیں پرندوں کی بولیوں کا علم عطا فرمایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

❁......حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔جن کی حکومت۔۔۔انسانوں۔۔۔ جنوں اور حیوانوں پر تھی۔۔۔ہوا کو ان کے لیے مسخر فرمایا۔۔۔انہیں بے مثال ملک عنائت فرمایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

❁......حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔جنہیں تو نے نو معجزوں سے سرفراز فرمایا۔۔۔انہیں فرعون جیسے ظالم سے محفوظ رکھا۔۔۔دریائے نیل سے صحیح وسالم کنارے پہ لگایا۔۔۔دشمن کے گھر پروان چڑھایا۔۔۔دریائے میں راستہ عطا فرمایا۔۔۔پھر انہیں کوہ طور پہ بلایا۔۔۔اور اپنا کلیم بنایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

❁......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔انہیں تو نے بن باپ کے پیدا فرمایا۔۔۔انہوں نے جھولے میں کلام سنایا۔۔۔اپنی ماں کی برأت کا اعلان فرمایا۔۔۔انہیں اپنا کلمہ اور روح بنایا۔۔۔دشمنوں کی دست درازی سے بچا کر چوتھے فلک پہ پہنچایا۔۔۔لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔

محترم حضرات!۔۔۔اس قدر عنایات کے باوجود اللہ نے احسان نہ جتایا۔۔۔اس لیئے میں عالم حیرت میں کھو گیا۔۔۔اور تصور کی دنیا میں۔۔۔

بارگاہ خداوندی میں عرض گذار ہوا!: مولا!۔۔۔ آخر کیا وجہ ہے۔۔۔ اتنے کرم۔۔۔ اتنے فضل۔۔۔ اتنی عنائتیں۔۔۔ اتنی نوازشیں۔۔۔ اور اتنی نعمتیں فرمائیں۔۔۔ لیکن احسان نہ جتایا۔۔۔ صرف آمنہ کے لال۔۔۔ عبداللہ کے لخت جگر۔۔۔ عبدالمطلب کے نور نظر۔۔۔ اس درِ یتیم کو بھیج کر احسان کیوں جتلا رہا ہے؟۔۔۔

تو پھر کیا ہوا!۔۔۔ یوں سمجھیں!۔۔۔ کہ۔۔۔ یکا یک۔۔۔ حجاب اٹھنے لگے۔۔۔ بادل چھٹنے لگے۔۔۔ پردے سرکنے لگے۔۔۔ انوار چمکنے لگے۔۔۔ بوئے نسیم، مشک بار آنے لگی۔۔۔ ہاتف غیبی سے ترجمان قدرت کی ایک صدائے دلنواز سنائی دی۔۔۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

الا وانا حبیب اللہ۔۔۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

سن لو!۔۔۔ میں اللہ کا حبیب بن کر آیا ہوں۔

تو بات واضح ہو گئی۔۔۔ حقیقت بے نقاب ہو گئی۔۔۔ احسان جتلانے کی وجہ معلوم ہو گئی۔۔۔ گویا خدا نے بتا دیا۔۔۔ مسلمانو! تمہاری دنیا کا اصول ہے کہ تم سے اگر کوئی کسی پر مہربان ہو جائے تو وہ اسے مال و منال دے سکتا ہے۔۔۔ دولت و ثروت دے سکتا ہے۔۔۔ عزت و منزلت دے سکتا ہے۔۔۔ جائیداد و اولاد دے سکتا ہے۔۔۔ دکان و مکان دے سکتا ہے۔۔۔ سونا اور

چاندی دے سکتا ہے۔۔۔مگر

کسی کو کوئی اپنا ''یار'' نہیں دیتا۔۔۔ارے!۔۔۔دینا تو ایک طرف رہا۔۔۔اپنے محبوب کو دیکھانا بھی گوارا نہیں کرتا۔۔۔سنو!۔۔۔سنو!۔۔۔میں احسان نہ جتاؤں تو اور کیا کروں۔۔۔میں نے محبوب اپنے لیے بنایا تھا۔۔۔اسے اپنی آغوش رحمت میں بسایا تھا۔۔۔لولاک کا سنہری تاج پہنایا تھا۔۔۔اول ما خلق اللہ نوری کا سہرا اس کے سر پر سجایا تھا۔۔۔اور اب پورے اہتمام و انصرام۔۔۔اور۔۔۔تزک و احتشام کے ساتھ اس محبوب کو تمہاری طرف بھیج کر اعلان کر رہا ہوں۔۔۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً۔

(آل عمران، ۱۶۴)

میں نے تم پر بڑا احسان کیا ہے کہ وہ عظمتوں اور رفعتوں والا اپنا محبوب تمہیں عطا فرما دیا ہے۔

حضرات گرامی قدر!۔۔۔اسی لیے تو ہم کہتے ہیں! اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں۔۔۔کہ!۔۔۔

رل خوشیاں یار مناؤ! اللہ نے کرم کمایا

ساڈا کملی والا آیا

احسان صرف ایمان والوں پر:

محترم حضرات!۔۔۔

معزز حاضرین! احسان جتانے کی ایک دوسری وجہ بھی سماعت فرمالیں!۔۔۔ یہ حقیقت ہے۔۔۔ اور ہمارا ایمان ہے۔۔۔ ہر مؤمن کا اس پر یقین ہے کہ

دیگر انبیاء کرام معجزے لے کر آئے۔۔۔ لیکن۔۔۔ ہمارا نبی معجزہ بن کر آیا۔۔۔ یا بقول حضرت ابو البیان علیہ الرحمہ یوں کہہ لیجئے! کہ

کسی کے نام میں معجزہ۔۔۔ کسی کے کلام میں معجزہ

کسی کے دم میں معجزہ۔۔۔ کسی کے قدم میں معجزہ

کسی کی دعا میں معجزہ۔۔۔ کسی کے ید بیضا میں معجزہ

الغرض!

کسی کو ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ پانچ۔۔۔ سات۔۔۔ یا معجزے دیئے۔۔۔ اور جو معجزے علیحدہ علیحدہ انبیاء کو عطا ہوئے۔۔۔ وہ سارے معجزے حضور ﷺ میں جمع فرمادیئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کا حسن و جمال، معجزہ۔۔۔خدوخال، معجزہ۔۔۔بال بال، معجزہ۔۔۔ آپ کی معجز نمائی کی کیا بات ہے۔۔۔آپ کی۔۔۔گفتار معجزہ۔۔۔رفتار معجزہ۔۔۔کردار معجزہ۔۔۔رخسار معجزہ۔۔۔اور سچ پوچھیے تو۔۔۔

رخ والضحیٰ، معجزہ۔۔۔زلف دوتا، معجزہ۔۔۔آنکھوں کی حیا، معجزہ۔۔۔چہرے کی ضیا، معجزہ۔۔۔لب لعلیں، معجزہ۔۔۔خط مشکیں، معجزہ۔۔۔زلف عنبریں، معجزہ۔۔۔چشم نرگسیں، معجزہ۔۔۔پیارے پیارے لبوں پر دعا، معجزہ۔۔۔ کملی والے کی ہر ادا، معجزہ۔۔۔زلف ہائے شکن در شکن، معجزہ۔۔۔چشم وروح، معجزہ۔۔۔اور دہن، معجزہ۔۔۔میرے آقا کا سارا بدن، معجزہ۔۔۔ یوں سمجھ لیجئے کہ سب نبیوں کو معجزے دیئے گئے اور ہمارے آقا معجزہ بن کر تشریف لائے۔۔۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

دوسرے انداز میں یوں کہہ لیں! کہ قرآن کریم کے تمام حروف معجزہ ہیں۔۔۔ حرف ملا کر لفظ، معجزہ۔۔۔لفظ ملا کر کلمہ، معجزہ۔۔۔کلمہ ملا کر کلام، معجزہ۔۔۔ کلام ملا کر آئتیں معجزہ۔۔۔آئتیں ملا کر رکوع، معجزہ۔۔۔رکوع ملا کر ربع، معجزہ۔۔۔ربع ملا کر نصف، معجزہ۔۔۔ثلث۔۔۔پارے اور تیس پارے ملا کر

پورا قرآن معجزہ۔۔۔ اور یہ جو سارے کا سارا قرآن ہے۔۔۔ یہ میرے مصطفیٰ کی شان ہے۔۔۔ بقول عارف کھڑی!

زیراں زبراں شداں مداں سب شان تیری وچ آئیاں

بے خبراں نوں خبر نہ کوئی خاصاں رمزاں پائیاں

تو ثابت ہوا۔۔۔

همه قرآن درشان محمد است

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:۔۔۔ حضرت عائشہ نے فرمایا:

کان خلقه القرآن۔ (الشفاء ج ا ص ۵۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تیس پاروں کے ایک ایک ورق میں اپنے محبوب کے حسن و جمال کے جلوے سمیٹ کر رکھ دیئے ہیں۔۔۔ لیکن:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرات گرامی!۔۔۔ تو ماننا پڑے گا کہ میرے نبی ﷺ معجزہ ہیں۔۔۔

آپ کی ذات بھی معجزہ۔۔۔ آپ کی صفات بھی معجزہ

آپ کی صورت بھی معجزہ۔۔۔ آپ کی سیرت بھی معجزہ

آپ کی رسالت بھی معجزہ۔۔۔ آپ کی نبوت بھی معجزہ

آپ کی نورانیت بھی معجزہ۔۔۔آپ کی بشریت محمدیہ بھی معجزہ

آپ کی احمدیت بھی معجزہ۔۔۔آپ کی محبوبیت بھی معجزہ

گویا

یہی تو خدا فرمارہا ہے کہ

یاایہاالناس قد جآئکم برھان من ربکم

لوگو!۔۔۔تم پر احسان کیا ہے کہ پہلے نبی معجزے لے کر آتے رہے اور اس محبوب کو میں نے سراپا معجزہ بنا کر بھیج دیا ہے۔۔۔

رحمت بن کر آئے:

سامعین محترم!۔۔۔دوسرے نبی رحمت لے کر آئے تھے۔۔۔

حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا۔۔۔اعلان خداوندی ہے:

ومآارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔(الانبیآء،۱۰۷)

محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میرے حضور رحمت ہی رحمت ہیں:

رحمتیں اور بھی ہیں۔۔۔لیکن یاد رکھیں!۔۔۔دیگر رحمتیں کبھی زحمت میں بھی بدل جاتی ہیں۔۔۔مثلاً:۔۔۔

سورج رحمت۔۔۔گرمی زیادہ ہو تو زحمت۔۔۔آدمی مر بھی جاتے ہیں۔

ہوا رحمت ہے۔۔۔اگر رفتار تیز ہو جائے تو زحمت ہے۔۔۔طوفان آجاتا ہے

آگ رحمت ہے۔۔۔کھانا پکتا ہے،اور بھی اس کے بے شمار فوائد ہیں۔۔۔لیکن اگر چولہے سے نکل کر جسم پر پڑ جائے۔۔۔کپڑے پر گر جائے۔۔۔اور چھت کو لگ جائے،تو زحمت ہے۔

پانی رحمت ہے۔۔۔دریا سے باہر نکل آئے تو زحمت ہے۔بستیوں کی بستیاں تباہ کر دیتا ہے۔

اولاد رحمت ہے۔۔۔نافرمان ہو جائے تو زحمت ہے۔۔۔آدمی کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔

مال رحمت ہے۔۔۔وبال بن جائے تو زحمت ہے۔۔۔انسان کا جینا حرام ہو جاتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ:۔۔۔ہر رحمت، زحمت بن سکتی ہے۔۔۔لیکن میرے حضور نور علی نور ﷺ کی ذات مبارک ایسی رحمت ہے جو کبھی بھی زحمت نہیں بنتی۔۔۔بلکہ ہر وقت رحمت ہی رحمت ہے۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں۔مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

سب کے نبی:

حضرات محترم!۔۔۔ہمارے آقا اس شان سے جلوہ فرما ہوئے کہ آپ سب کے نبی ہیں۔۔۔مثلاً:

کوئی نبی قوم ثمود کی طرف آیا۔۔۔کوئی نبی کسی قوم کی طرف آیا
کوئی نبی، بنی اسرائیل کی طرف آیا۔۔۔کوئی نبی کسی خطے کی طرف آیا
کوئی نبی کسی علاقے کی طرف آیا۔۔۔کوئی نبی کسی ملک کی طرف آیا
کوئی نبی کسی شہر کی طرف آیا۔۔۔کوئی نبی کسی بستی کی طرف تشریف لایا

لیکن جب باری آئی اپنے پیارے نبی کی۔۔۔تو اعلان فرمایا دیا:

تبارک الذی نزّل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعالمین نذیرا... (الفرقان،۱)

لوگو!۔۔۔یہ محبوب ساری کائنات لے آیا

اور کبھی یوں فرمایا:

قل یاایھاالناس انی رسول الله الیکم جمیعا (الاعراف،۱۵۸)

محبوب!۔۔۔تم خود بھی اعلان کردو!۔۔۔میں ساری نسل انسانی کا نبی بن کر آیا ہوں۔

اور پھر اعلان فرمایا:

ارسلت الی الخلق کآفۃ۔(مسلم ج۱ص۱۹۹)

لوگو!۔۔۔میری رسالت صرف انسانوں ہی کے لیے نہیں ہے۔۔۔میں تو خدا کی ساری خدائی کا رسول بن کر آیا ہوں۔

حضرات!۔۔۔اب مجھے کہنے دو! ان دلائل سے ثابت ہوا کہ:

میرا نبی شرق والوں کا نبی۔۔۔غرب والوں کا نبی

شمال والوں کا نبی۔۔۔جنوب والوں کا نبی

فرش والوں کا نبی۔۔۔عرش والوں کا نبی

زمین وزماں کا نبی۔۔۔مکیں ومکاں کا نبی

چنیں وچناں کا نبی۔۔۔ایں وآں کا نبی

بلکہ

جنوں کا نبی۔۔۔انسانوں کا نبی

پرندوں کا نبی۔۔۔درندوں کا نبی

حیوانات کا نبی۔۔۔جمادات کا نبی

نباتات کا نبی۔۔۔معدنیات کا نبی

چاند کا نبی۔۔۔سورج کا نبی

خاکیوں کا نبی۔۔۔افلاکیوں کا نبی

جبرائیل کا نبی۔۔۔میکائیل کا نبی

اسرافیل کا نبی۔۔۔عزرائیل کا نبی

اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ

میرا پیارا نبی۔۔۔کس کس کا نبی

وہ تو

نبیوں کا نبی۔۔۔رسولوں کا نبی

ہم سب کا نبی۔۔۔بلکہ ہمارے رب کا بھی نبی

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں:

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو!

کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی ﷺ

سب سے افضل:

محترم سامعین حضرات!۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو عطا فرما کر احسان کیوں نہ جتائے۔۔۔سب نبی شان والے۔۔۔لیکن حضور تمام نبیوں

سے اعلیٰ و افضل ہیں۔۔۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجت۔(البقرۃ،۲۵۳)

فرمایا!۔۔۔یہ رسول ہیں، ہم نے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت بخشی ہے۔۔۔بعض سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔۔۔اور بعض کو کئی درجے عطا فرما کر سب سے اعلیٰ بنا دیا ہے۔

ارے لوگو!۔۔۔یاد رکھنا!۔۔۔جس سے کلام فرمایا وہ۔۔۔کلیم اللہ اور جس کو سب سے افضل و اعلیٰ بنا دیا وہ حبیب اللہ ہیں۔

ہم اہلسنّت ہیں ہمارا مؤقف ہے کہ

تمام اولیاء۔۔۔اتقیاء۔۔۔اصفیاء۔۔۔اغواث۔۔۔اقطاب۔۔۔ابدال۔۔۔اوتاد۔۔۔افراد۔۔۔سب ملکر کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔۔۔

سارے صحابہ رضی اللہ عنہم مل جائیں کسی ایک نبی کے درجہ کو نہیں پا سکتے۔۔۔اور اسی طرح سارے نبی۔۔۔اور۔۔۔سارے رسول، مل جائیں۔۔۔لیکن میرے نبی کے مقام کو نہیں چھو سکتے۔۔۔

ہمارا عقیدہ ہے جس طرح کائنات میں دوسرا خدا (عزوجل) نہیں

ہے۔ اسی طرح خدا کی خدائی میں دوسرا مصطفیٰ (ﷺ) نہیں ہے۔۔۔

شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ آپ جیسا ہو ہی نہیں سکتا؟۔۔۔ وہ کہتا ہے:

میں لبھ کے لیواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا
دنیا تے آیا کوئی تیری ناں مثال دا
چہرہ تیرا نورونڈے ساری کائنات نوں
رب وی درود بھیجے اک تیری ذات نوں
دو جگ قیدی تیری زلفاں دے جال

میرے نبی کے دیوانو!۔۔۔ سنو!۔۔۔ اور غور سے سنو!۔۔۔ خدا فرما رہا ہے:

لیس کمثلہ شئی۔۔۔ (الشوریٰ، ۱۱)

میرے نبی نے صحابہ کے مجمع میں فرمایا تھا۔

ایکم مثلی۔۔۔ (بخاری ج ۱ص ۲۶۳)

یعنی تم میں مجھ سے کوئی نہیں۔

تو اب نتیجہ یہ نکلا:

ہے وہ بھی بے عیب۔۔۔ ہے یہ بھی بے عیب
ہے وہ بھی لاریب۔۔۔ ہے یہ بھی لاریب
ہے وہ بھی لازوال۔۔۔ ہے یہ بھی لازوال

ہے وہ بھی لاجواب ۔۔۔ ہے یہ بھی لاجواب

ہے وہ بھی لاشریک ۔۔۔ ہے یہ بھی لاشریک

ہے وہ بھی بے مثال ۔۔۔ ہے یہ بھی بے مثال

لیکن فرق صرف یہ ہے:

وہ بنانے میں بے مثال ۔۔۔ یہ بننے میں بے مثال

وہ پڑھانے میں بے مثال ۔۔۔ یہ پڑھنے میں بے مثال

وہ لانے میں بے مثال ۔۔۔ یہ آنے میں بے مثال

وہ سکھانے میں بے مثال ۔۔۔ یہ سیکھنے میں بے مثال

وہ دینے میں بے مثال ۔۔۔ یہ لینے میں بے مثال

وہ شان قدم میں بے مثال ۔۔۔ یہ حدامکان میں بے مثال

وہ مقام وجوب میں بے مثال ۔۔۔ یہ مقام حدوث میں بے مثال

وہ شان خدائی میں بے مثال ۔۔۔ یہ شان مصطفائی میں بے مثال

(البیان اول)

رتبہ کراں بیان کی اس بے مثال دا

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

ایک انقلاب آ گیا:

محترم سامعین!۔۔۔حضور ﷺ کو بھیج کر احسان اس لیے بھی جتایا گیا۔۔۔کہ ان کی آمد مبارک پر ایک زبردست انقلاب رونما ہو گیا۔۔۔ دنیائے کائنات کا رنگ، ڈھنگ۔۔۔طریقہ، سلیقہ۔۔۔عادات واطوار۔۔۔ اور سوچ وبچار کے زاویے تبدیل ہو گئے۔۔۔مثلاً:

ولادت نبوی سے پہلے لوگ انسان تو کہلاتے تھے۔۔۔لیکن انسانیت کی کوئی رمق بھی ان کے اندر موجود نہ تھی۔۔۔جانور بھی اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔۔۔لیکن وہ درندہ صفت لوگ اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کرتے تھے۔۔۔حضور ﷺ نے آ کر اعلان فرما دیا:

استوصوا بالنساء خیرا۔(بخاری ج۲ص۷۷۹)

عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔

میرے آقا ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

من ابتلی من ھذہ البنات بشئی فاحسن الیھن کن له ستراً من النار۔(مشکوٰۃ ص۴۲۱)

ان بچیوں کی وجہ سے جس کی آزمائش کی گئی۔پس اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے بچنے کا سامان ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

ان اللہ حرم علیکم عقوق الامہات وواد البنات۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤوں کی نافرمانی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا حرام فرمایا ہے۔

عورت کو ذلیل سمجھا جاتا:

عرب کا معاشرہ عورت ذات کو نہایت برا جانتا تھا۔۔۔اسے منحوس سمجھتا جاتا تھا۔۔۔وہ ذلت کی چکی میں پس رہی تھی۔۔۔ایام مخصوص میں اس سے مواکلت۔۔۔مشاربت۔۔۔اور مجالست۔۔۔کھانے، پینے اور قریب بٹھانے کو ممنوع قرار دیا گیا۔۔۔ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔۔۔لیکن میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

ان المسلم اذا انفق علیٰ اھلہٖ نفقۃ وھو یحتسبھا کانت لہٗ صدقہ۔ (مسلم ج ا ص ۳۲۴)

یعنی اگر مرد اپنی بیوی پر خرچ کرے اور ثواب کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر بھی صدقہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

ایسے ہی کھانے پینے اور دیگر مواقع پر بھی ان سے نفرت کی جڑوں کو

کاٹ کر رکھ دیا۔۔۔عورت کو معاشرے کا ایک حصہ بنا دیا۔۔۔اور اسے بیوی۔۔۔بیٹی۔۔۔بہن اور ماں کا کھویا ہوا درجہ عطا فرما دیا

ماں کے قدموں تلے جنت:

محترم سامعین حضرات!۔۔۔یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنا محبوب ﷺ مبعوث فرمایا۔۔۔کہ

جس نے بہن کی۔۔۔بیٹی کی۔۔۔بیوی کی۔۔۔عزت کی پہچان کرائی۔۔۔اور پھر اولاد کے لیے فرمایا: تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی گئی ہے۔۔۔سبحان اللہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جہاد کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے آپ سے مشورہ طلب کیا، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

هل لك من أم قال نعم

کیا تمہاری والدہ ہے؟ عرض کیا۔۔۔جی ہاں۔۔۔

فرمایا:

فالزمها فان الجنة تحت رجليها۔(نسائی ج ۲ ص ۵۳)

تو اس کی خدمت کرو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

الغرض

آپ ﷺ نے وہ معاشرہ عطا فرمایا:۔۔۔جس کو ساری دنیا سلام کرنے پر مجبور ہو گئی۔۔۔کوئی گاؤ ماتا کو چومتا ہے۔۔۔کوئی انسانوں، پتھروں اور چاند وسورج کے پجاری تھے۔۔۔آپ نے آتے ہی کفر و شرک کے سیاہ بادل پھاڑ دیئے۔۔۔لات و منات کے پجاریوں کو عبادت خداوندی کا ذوق بخشا۔۔۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

وہ عرب جس پہ تھا صدیوں سے جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

اور پھر

آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

خود جو نہ تھے راہوں پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

اگر حضور ﷺ تشریف نہ لاتے تو یہ انقلاب کیسے آتا۔۔۔یہ برکتیں کیسے ملتیں۔۔۔یہ سعادتیں کیسے نصیب ہوتیں۔۔۔

لاکھ بار شکر ہے رب ذوالجلال کا کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب، مصطفیٰ عطا فرمایا۔اور کروڑ بار درود وسلام ہوں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ جنہوں نے ہمیں خدا (عزوجل) کا پتہ بتایا۔۔۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

تخریج شدہ

بارہ رسائل

تحفہ عید میلاد النبی ﷺ

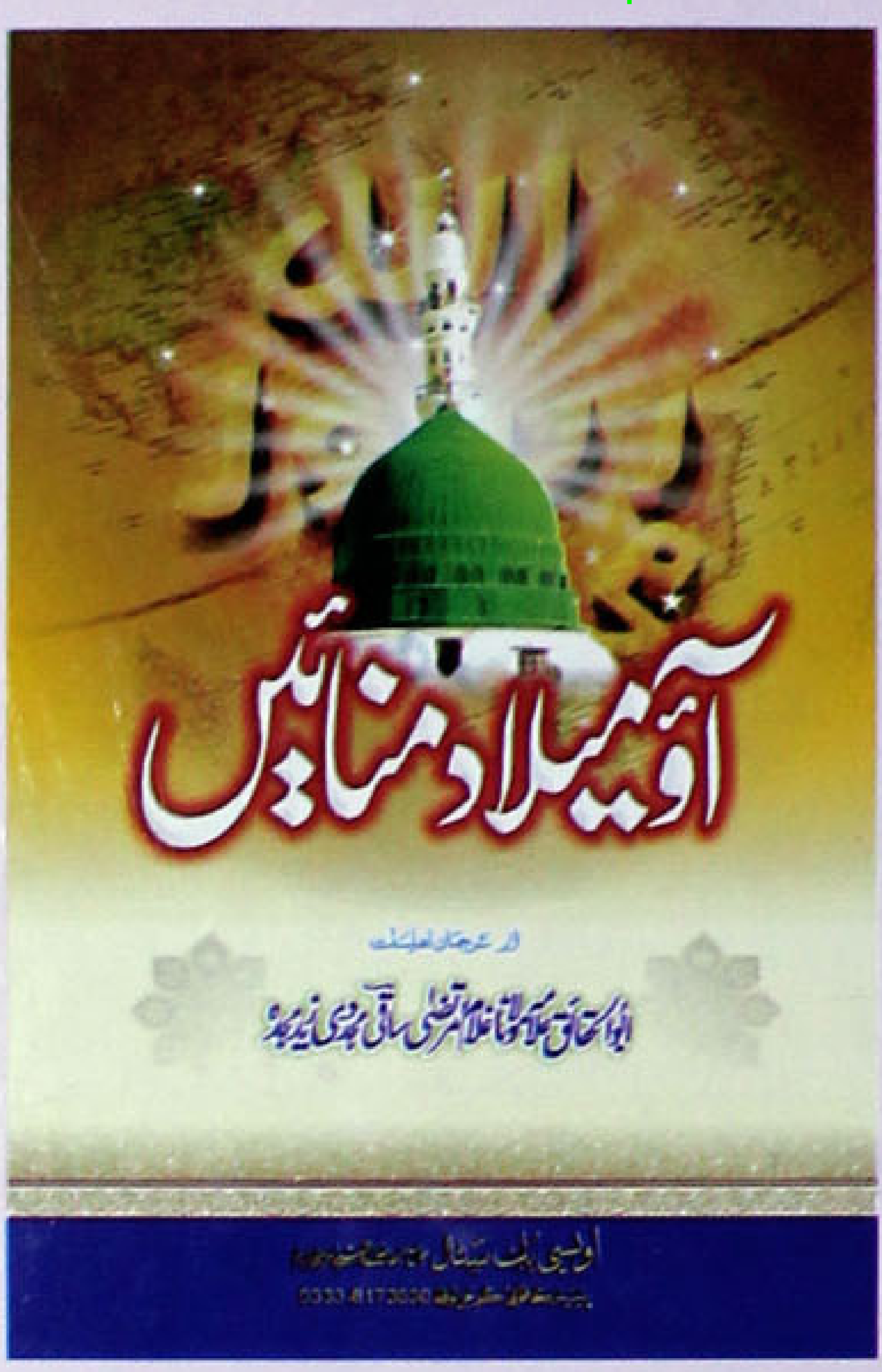
مرتب

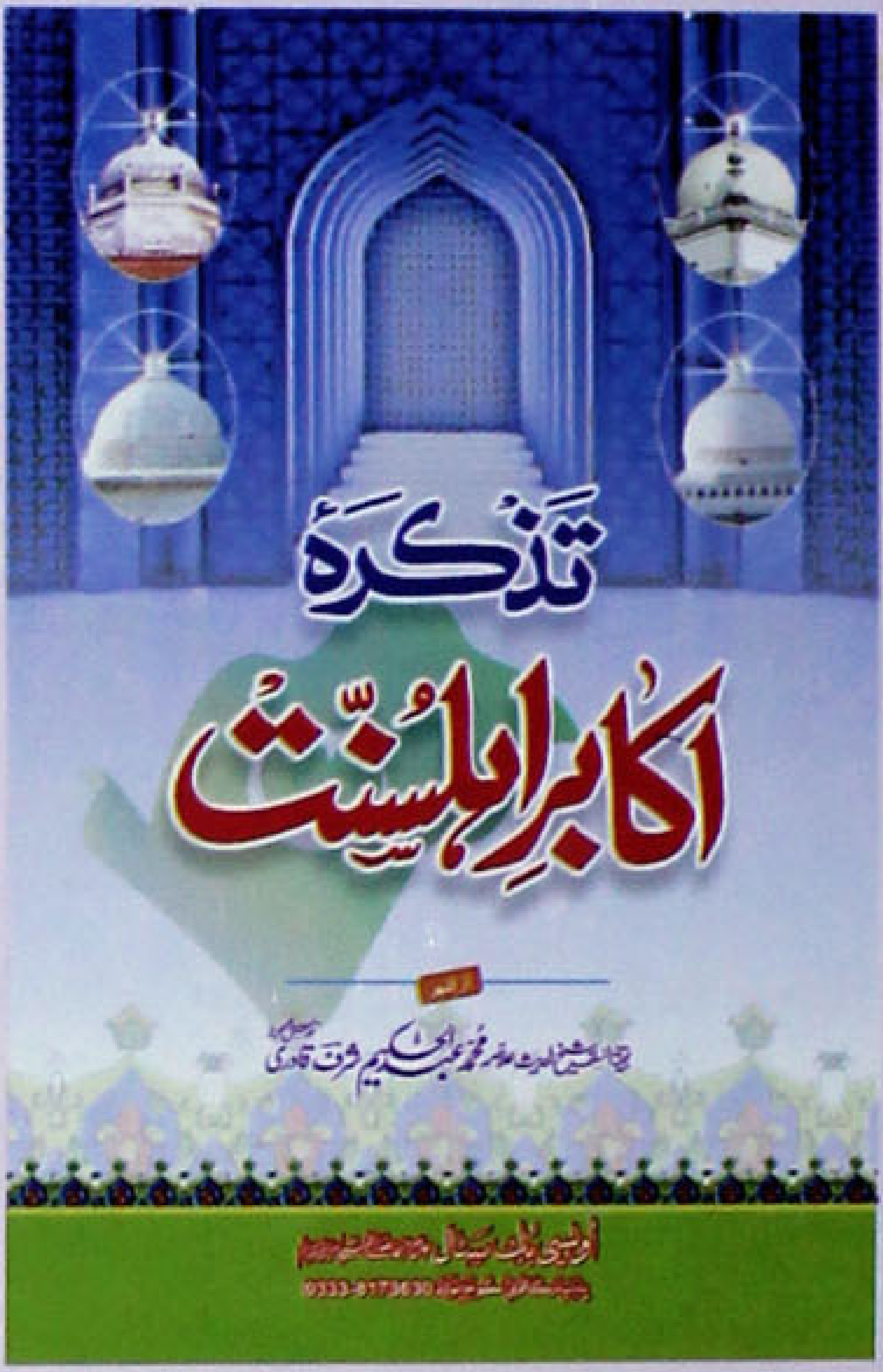
محمد نعیم اللہ خان قادری

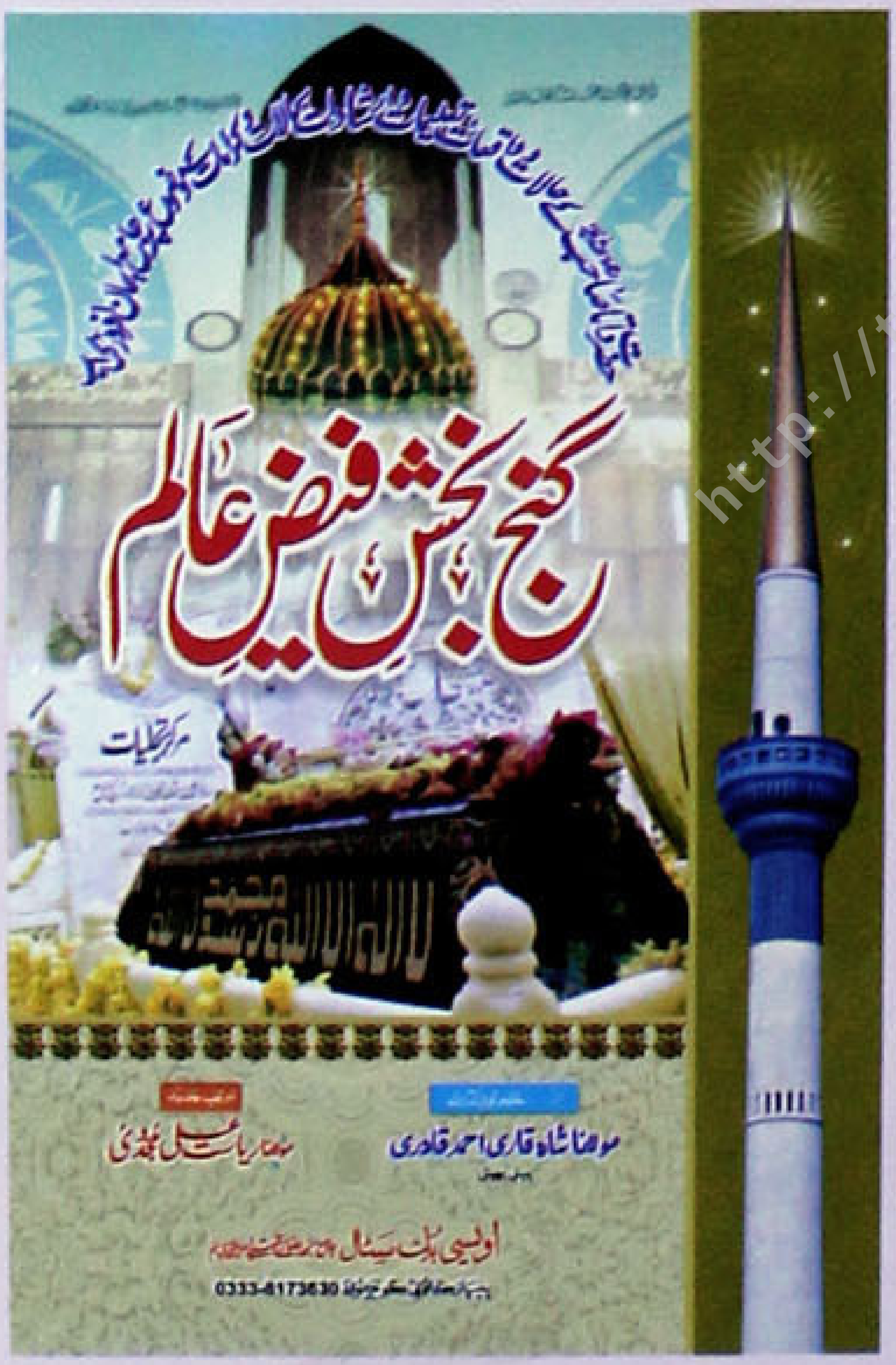
(بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)

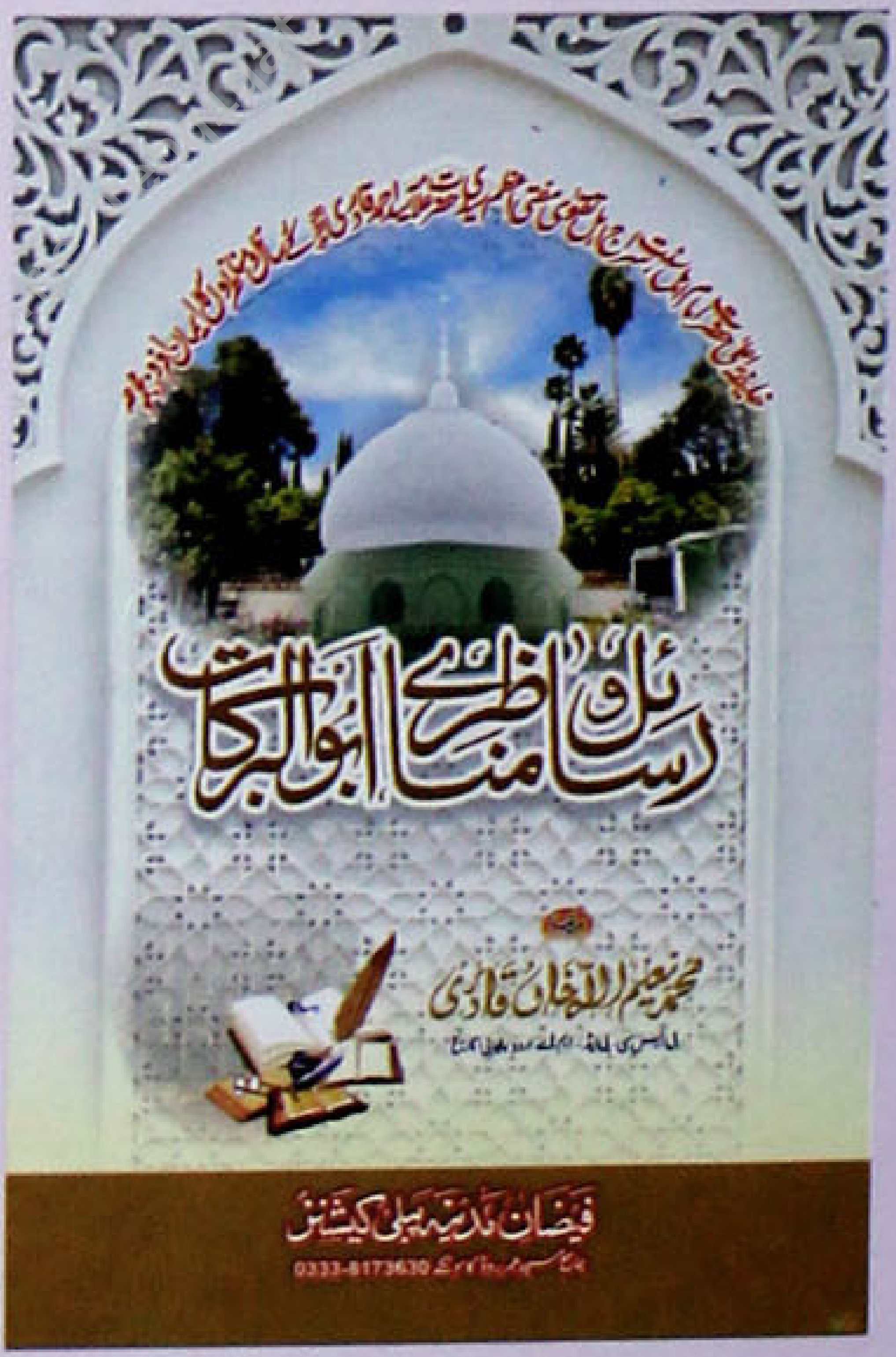
اویسی بک سٹال [illegible]

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630









اویسی بک سٹال جامع محمد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630